RGD-E-P-NO 861

رجسٹرڈ ای۔پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

فی پرچہ ۲ر

تواریخ اشاعت

۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ | ۱۴ر اخاء ۱۳۳۲ ہش - ۳ رجب ۱۳۷۳ھ - مطابق ۱۴ر اکتوبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۳۸

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع اہل بیت و بزرگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ربوہ میں مقیم ہیں۔

خدا تعالیٰ حضور اقدس کو خیرو عافیت سے رکھے اور مقاصد عالیہ میں فائز المرام فرمائے۔ آمین

"الصُّلحُ خَیر"

نتیجہ فکر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل لاہور

آزادی ایک نعمتِ ربِ جلیل ہے — مشتاق آج اس کا کثیر و قلیل ہے

دنیا میں جس کو یہ نہ ملے وہ ذلیل ہے — بچھڑے ہوؤں کا حال ہی اس کی دلیل ہے

لیکن ضروری ہے نگہداشتِ حدود

مدنظر رہے تو مبارک رہے ورود

آزادی یہ نہیں کہ پڑے امن میں خلل — آپس میں ہو کٹا چھنی آویزش و جدل

اس راہ میں تو چاہیئے چلنا سنبھل سنبھل — ایسا نہ ہو غریبوں کی جانیں ہی دو مسل

یکساں حقوق رکھتے امیر و فقیر ہیں

محفوظ سب گروہ قلیل و کثیر ہیں

ہر اک کو اپنے مذہب و مسلک کا اختیار — بخشا گیا بحکم خداوند کردگار

اکراہ کا مجاز نہیں کوئی دین دار — رشد و ہدایت اور ضلالت ہے آشکار

اسلام کا مٹایا نہ جائے یہ امتیاز

اس کی خلاف ورزی کا کوئی نہیں مجاز

ہر قوم میں ہوا کئیا نبیوں کا جب ظہور — لازم ہے احترام بھی سب کا بصد سرور

سب بھائی بھائی بن کے رہیں جنگ سے نفور — بیدار کرنا چاہیئے قوموں میں یہ شعور

صلح و صفائی سے رہیں اقوامِ روزگار

ہوں خوبیاں بیاں۔ نہ عیبوں کا ہو شمار

اسلام کے جو فرقے تہتر ہیں تو بھی کیا! — سب ہیں شریک کلمہ و اکرام مصطفےٰ

اک دوسرے کی خبر سگالی ہو مدعا — اور بھائی بھائی بن کے رہیں ہو کے پارسا

ہندو مسیحی سکھ بھی برادر وطن کے ہیں

گلہائے رنگا رنگ سبھی اس چمن کے ہیں

اسلام میں یہ احمدیوں کے اصول ہیں — وہ جان و دل سے شرع نبیؐ کے حمول ہیں

جو جو بھی حکم حق کے ہیں سب ہی قبول ہیں — مسلم ہیں امتیِ محمدؐ رسول ہیں

مہدیٔ مسیح میرزا ان کا امام ہے

ختم الرسل کا مظہرِ اکمل غلام ہے

اقوامِ ہند میں اتفاق کی ضرورت

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ)۔

"یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں۔ وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں۔ کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت" مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور نخوت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اس شخص کی مثال ہے۔ کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گذار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچا دے۔"

انذار

"ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے۔ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہ کرے گی۔ تو دنیا پر سخت بلائیں آئیں گی اور ایک بلا ابھی بس نہیں کریگی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتری مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے۔ ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔" (پیغام صلح)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

مرکز سے وابستگی

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اس بات پر ہمیشہ زور دیتے رہے ہیں کہ احباب اپنے مرکز میں بار بار آئیں؟ اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ سفر روحانی پہلو سے نہ صرف انفرادی فوائد کا حامل ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ متعدد جماعتی فوائد بھی وابستہ ہیں حقیقت یہ ہے کہ جب تک افراد جماعت کا اپنے مرکز کے ساتھ بالکل ایسا ہی تعلق نہ ہو جو جسم انسانی کا دل سے ہے۔ اُس وقت تک نہ صحیح معنوں میں جماعت جماعت ہے اور نہ ایسے افراد اپنے تئیں اُس جماعت کی طرف منسوب کرنے میں حق بجانب ہیں۔

جسم انسانی کا مرکز دل ہے ایک ہی سانس میں سارے جسم کا خون ایک دفعہ دل کی طرف آتا اور فلٹر ہو کر تمام اعضاء میں پہنچ جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر دوران خون کا یہ سلسلہ کسی وقت منقطع ہو جائے تو انسانی زندگی کا خاتمہ یقینی ہے اور اس کو بلفظ دیگر ہارٹ فیل ہونا کہتے ہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

"اَلَا فِی الجسد مضغة اذا صلح صلح الجسد کلہ واذا فسد فسد الجسد کلہ اَلا ھی القلب"۔

یعنی جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا موجود ہے کہ اگر وہ درست رہے تو تمام جسم درست رہتا ہے۔ لیکن جب اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو تمام جسم میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یاد رکھو وہ ٹکڑا "دل" ہے۔

ہم لوگ جو اپنے تئیں احمدی کہتے ہیں۔ ہم نے اُس آسمانی آواز پر لبیک کہا اور ایک ہاتھ پر جمع ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک جگہ کو اجتماع کے لئے مرکز بنایا ہمارا فرض ہے کہ جس طرح ہمارا روحانی تعلق اس مقام سے ہے ہمارا ظاہری تعلق بھی قائم رہے اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہم موقعہ ملنے پر اُس کی زیارت کے لئے آئیں۔

ہر قسم کے انفرادی اور جماعتی فوائد کے حصول کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سالانہ جلسہ کے اجتماع کو مقرر فرمایا ان دنوں قلوب صیقل ہوتے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہی روایان بڑھتا ہے۔ اور باہمی محبت ترقی پاتی ہے۔ اور اُن باتوں پر غور و فکر کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے جو جماعت ترقی اور اُس کی بہبودی کا ذریعہ ہوں۔ اسی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"آپ لوگوں کا کام ہے کہ سال میں کم سے کم ایک دفعہ قادیان آئیں اور یہاں آکر ان امور پر غور کریں جو آپ لوگوں کی بہتری کے لئے ضروری ہیں اور جو آپ کی ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ پس جب آپ لوگ واپس جائیں تو ہر احمدی کے کان میں یہ بات ڈالیں کہ وہ آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان پہنچنے کی کوشش کریں اور دوران سال میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ زور سے قادیان آتے رہیں جیسا کہ تقسیم سے پہلے آتے تھے۔"

(پیغام برموقعہ جلسہ سالانہ ۵۲ء)

چونکہ یہ اجتماع الٰہی تحریک کی بناء پر مقرر کیا گیا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس میں غیر معمولی برکات رکھ دیئے جو نہ صرف اپنوں کو نظر آئے بلکہ غیروں نے بھی اس کی اہمیت کا اعتراف کیا اور اسے رشک کی نگاہ سے دیکھا۔ چنانچہ اخبار الجمعیۃ بابت ۲۸ر نومبر ۳۲ء رقمطراز ہے:-

"قادیانیوں کا جلسہ سالانہ بسلسلہ تنظیم وہ کام کر رہا ہے جو مسلمانوں کے یہاں حج بیت اللہ سے ہونا چاہئے اب اس قادیانی تنظیم کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت دیکھی جائے تو نہایت پراگندہ اور غیر منظم ہے۔"

چونکہ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے اُسے ہر وقت اس بات کی اشد ضرورت رہتی ہے کہ ملک کے اکناف میں بسنے والے لوگوں کے خیالات کا پورا علم ہو تا ان کی طبیعت و رجحان طبع کے مطابق خدا کے امن بخش پیغام کو ان تک پہنچایا جائے اور یہ بات اُس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک کہ ملک کے اکناف میں پھیلے ہوئے احمدی اپنے مرکز میں جمع ہو کر ایسے لٹریچر کے بارہ میں غور و خوض نہ کریں۔ اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنہ ۱۹۵۰ء کے سالانہ جلسہ پر اپنے پیغام میں خصوصیت سے اس اہم امر کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:-

"صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ساتھ مل کر سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت کے لئے ایک ایسی وسیع سکیم بنائیں گے کہ ہندوستان کی ہر زبان بولنے والے کے لئے احمدی لٹریچر موجود ہو۔"

(بدر جلد ا نمبر ۲)

بے شک جلسہ سالانہ میں ابھی دو اڑھائی ماہ کا عرصہ ہے۔ لیکن اگر احباب جماعت اس میں شمولیت کے لئے ابھی سے جدوجہد شروع کر دیں گے۔ تو وقت آنے پر خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن کے لئے یہ سفر بہت آسان ہو جائے گا۔ ابھی سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے رہیں اور اپنے حلقۂ احباب میں تحریک کریں تا زیادہ سے زیادہ افراد اپنے مقدس مرکز میں جمع ہونے کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ اور چاہئے کہ ہر مخلص احمدی کے سامنے اپنے پیارے امام کے یہ الفاظ ہمیشہ رہیں:-

"اپنے مرکز کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرو اور ایسا کبھی نہ ہونے دو کہ تمہیں قادیان آنے کی فرصت حاصل ہو اور تم اُس سے فائدہ نہ اُٹھاؤ"۔

(پیغام امام برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء)

(خاکسار محمد حفیظ بقاپوری)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہر جماعت میں ۲۰ر نومبر کو منعقد کیا جائے

جملہ جماعتہائے ہندوستان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۰ر نومبر بروز جمعہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ تمام جماعتوں کو ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ اس مبارک تقریب پر سیدنا و مولانا حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ اور بعد انعقاد جلسہ مرکزی دفتر میں اس کی مفصل رپورٹ بھجوائی جائے۔

احباب کی سہولت کے لئے ذیل میں عنوانات درج کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے مناسب عنوان منتخب کئے جا سکتے ہیں۔ (۱) حضورؐ کی قوت قدسی (۲) حضور کا اپنی بیویوں بچوں اور خویش و اقارب سے سلوک (۳) غیر مسلموں سے سلوک (۴) دنیا میں قیام امن کے لئے حضور کا اسوۂ حسنہ اور تعلیم (۵) حضور کے اخلاق عالیہ (۶) حضور کی یتیم پروری ..... کے متعلق ارشادات عالیہ (۷) حضور کی غریب پروری اور غیروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی ہدایت (۸) حضور کی بے نظیر اصلاح (۹) مشکلات میں حضور کا صبر و تحمل اور بردباری (۱۰) آپؐ کا رحمۃ للعالمین ہونا۔ (۱۱) حضور کی بعثت سے دنیا میں کیا انقلاب پیدا ہوا؟ (۱۲) عورتوں پر حضور کے احسانات۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) جملہ درویشان کرام خیریت سے خدمت دین میں مصروف ہیں (۲) محترم جناب حکیم فضل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے ارشاد کے مطابق اپنے دورہ سے واپس آگئے ہیں کیونکہ حکیم صاحب کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔ بقیہ یو۔پی وغیرہ کا دورہ بعد میں کیا جائے گا۔ (۴) محترم جناب مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل امیر مقامی نے ۱۹ر اکتوبر کو جمعہ پڑھایا اور سیدنا حضرت امیر المومنین کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ر اگست سنا کر احباب کرام کو خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ (۵) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی زید فیضہٗ کے گھٹنے میں درد اور عام کمزوری کے باعث صحت دن بدن گر رہی ہے۔ آنکھوں کی بینائی پر زیادہ اثر ہے۔ ان معذوریوں کے باعث حضرت ممدوح خطوط کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ البتہ تمام احباب کے لئے بالالتزام دعا فرماتے رہتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اس قیمتی وجود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں ان سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کا موقعہ دے۔ آمین۔

(۶) قادیان ۱۱ر اکتوبر۔ مولوی عبدالرحیم خان صاحب ملکانہ انسپکٹر بیت المال کے ہاں تیسرا لڑکا تولد ہوا۔ خدا تعالیٰ نے عزیز نو مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

خدائی جماعتوں میں شامل ہونے والوں کو ہر وقت اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے

تا

وہ کوئی ایسا قدم غلطی سے نہ اٹھالیں جو خدا اور اس کے رسولؐ کو بدنام کرنے والا ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ر جولائی ۱۹۵۳ء - بمقام محمدؐ آباد (سندھ)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

بارہ بجکر چون منٹ پر عام طور پر یہاں سے گاڑی چلتی ہے۔ اور بارش کی وجہ سے آنے میں بھی دیر ہوگئی ہے۔ اور جانے میں بھی بجائے پانچ سات منٹ میں سٹیشن پر پہنچنے کے ۲۵ - ۲۶ منٹ لگ جائیں گے اس لئے میں

اختصار کے ساتھ خطبہ

پڑھ کر نماز پڑھادوں گا اور چونکہ ہم نے سفر کرنا ہے اور دوسرے لوگ بھی ارد گرد سے آئے ہوئے ہیں۔ اسں لئے جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی میں عصر کی نماز بھی پڑھادوں گا۔ اور چونکہ ہم مسافر ہیں میں دوگانہ پڑھوں گا دوسرے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ بعد میں اپنی نماز مکمل کرلیں۔

محمد آباد کی سٹیٹ

تبلیغ اسلام کے ارادہ سے تحریک جدید نے قائم کی ہے۔ اور گورنمنٹ کی جو موجودہ قیمتیں ہیں ان کے لحاظ سے اس کی قیمت بشیر آباد کو ملاکر ۲۵ لاکھ روپیہ ہے چونکہ ساری زمین یکدم خریدی نہیں گئی بلکہ قسطوں میں ہم نے اس کی قیمت ادا کی ہے اور جب قسطوں میں قیمت دی جائے۔ تو گورنمنٹ اصل قیمت سے کچھ زائد لیتی ہے۔ اس لئے اس کی قیمت میں ہماری طرف سے تین لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ دیا گیا ہے۔ یہ روپیہ ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ نے جو

نہایت غریبوں کی جماعت

ہے دیا ہے کچھ حصہ اس کا ایسا بھی ہے جو لوگوں سے قرض لیا گیا ہے۔ اور کچھ حصہ اس زمین کی آمد سے بھی ادا ہوا ہے۔ لیکن بہت سا حصہ ان چند دوں سے ہی ادا ہوا ہے جو ہماری جماعت کے دوستوں نے دیئے۔ لیکن پھر بھی ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ قرض ابھی باقی ہے۔ گورنمنٹ کو تو ہم نے تمام روپیہ ادا کر دیا ہے۔ لیکن لوگوں کا ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ ابھی رہتا ہے جو ہم نے ادا کرنا ہے۔ اس کی ادائیگی کے بعد یہ زمین سلسلہ اور تحریک جدید کی ہوگی۔ بہرحال

ایک نیک ارادہ کے ساتھ

یہ سٹیٹ بنائی گئی ہے۔ اور جب خدا کے نام سے ایک چیز بنائی جائے۔ تو اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے کام بھی ویسے ہی ہونے چاہئیں۔ جیسے خدا والوں کے کام ہوا کرتے ہیں دنیا میں ہر انسان اپنے آقا کی نقل کیا کرتا ہے جو دنیوی آقا کا غلام ہو وہ اس کی نقل کرتا ہے اور جو کسی نیک انسان کے ماتحت کام کرتا ہو وہ اس کی نقل کرتا ہے۔ اور جو خدائی جماعت میں شامل ہو وہ خدا کی نقل کرتا ہے۔ اسں لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ

تخلقوا باخلاق اللہ

یعنی اللہ تعالےٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو یعنی جو لوگ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرتے ہوں۔ ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کریں۔ اور اس کے اخلاق اپنے وجود سے ظاہر کریں مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ چیزیں جو ابتدائی اخلاق میں سے ہیں۔ یعنی سچائی اور دیانت اور امانت وغیرہ وہ بھی مجھے ابھی لوگوں میں نظر نہیں آتیں خواہ وہ دین کی طرف منسوب ہوں یا خدا تعالےٰ کے خادم کہلاتے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کوئی شخص باہر سے آیا تو کسی نے کہا ان کو حضور سے اس قدر محبت ہے کہ یہ بغیر ٹکٹ کے ہی گاڑی پر سوار ہوکر یہاں آگئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے کرایہ کا اندازہ کرکے ایک روپیہ اپنی جیب میں سے نکال کر دیا۔ اور فرمایا کہ جب آپ واپس جائیں تو ٹکٹ لے کر جائیں کیونکہ

گورنمنٹ کو دھوکا دینا

بھی ویسا ہی جرم ہے جیسے کسی فرد کو دھوکا دینا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اگر میں زید یا بکر کا حق مار لوں تو یہ گناہ ہے۔ لیکن اگر گورنمنٹ کا حق مار لوں تو یہ کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح دین اگر ہے تو صرف خدا کا، قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ متواتر بیان فرماتا ہے۔ کہ دین وہ ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے۔ اگر ہم اپنی طرف سے کسی چیز کو دین قرار دے لیں تو ہمارے کہنے سے وہ چیز دین نہیں بن جائے گی۔ ہم اگر دین کو سچا سمجھتے ہیں تو صرف اس لئے کہ خدا نے اسے نازل کیا ہے۔ اگر دین ہمارا بنایا ہوا ہوتا اور ہمیں اجازت ہوتی کہ ہم اپنی طرف سے جو چاہیں دین بنا دیں۔ تو اس کے بعد اگر ہم حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہہ دیتے تو یہ ہمارے لئے جائز ہوتا۔ لیکن اگر دین خدا نے بنایا ہے۔ اور ہم اس کے کسی حکم کے خلاف چلتے ہیں۔ تو یقیناً ہم گناہ کرتے ہیں۔ پس یہاں کے کارکنوں۔ رہنے والوں اور ارد گرد کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں

خدا تعالےٰ کی خشیت پیدا کریں

نیک نمونہ دکھائیں۔ اور ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں اگر ہمارے اندر تقوےٰ نہیں اور ہمارا نمونہ اچھا نہیں تو ہم خدا تعالےٰ کے حضور دوہرے مجرم ہوں گے وہ یہ نہیں کہے گا۔ کہ فلاں موقعہ پر چونکہ تم نے دین کو فائدہ پہنچانے کے لئے بد دیانتی کی تھی یا سلسلہ کی خیر خواہی کے لئے فلاں دھوکا کیا تھا اس لئے میں تمہیں کچھ نہیں کہتا بلکہ وہ ہمیں دوسروں سے زیادہ سزا دے گا کہ ایک تو تم نے بد دیانتی کی۔ اور دوسرے دین کو بدنام کیا۔ آخر ہم کیا حق رکھتے ہیں کہ جس بات سے خدا نے منع کیا ہے اسں کو دین اور مذہب کی خیر خواہی کے نام سے جائز قرار دے دیں۔ جس چیز کو خدا تعالےٰ نے ممنوع قرار دیا ہے وہ بہرحال ممنوع رہے گی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جو کچھ کہتا ہے وہی درست ہوتا ہے۔ دنیا میں بعض دفعہ کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر کہتا ہے اسے شراب پلاؤ۔ اب چاہے وہ شراب پینے سے انکار کرے۔ تیمار دار اسے بہانوں سے شراب دے دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کی عقل ٹھیک نہیں

صحیح مشورہ وہی ہے

جو ڈاکٹر نے دیا ہے۔ مگر کیا ہم خدا تعالےٰ کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ تیری عقل ٹھیک نہیں خدا خدا ہی ہے اور بندہ بندہ ہی ہے اور انسانی عقل خدائی علم کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔ اگر خدا کہتا ہے کہ ایسا مت کرو۔ اور ہم وہی کام کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم اپنے نفس کو بھی فریب دیتے ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسول کو بھی بدنام کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص اپنے لئے حرام خوری کرتا ہے۔ تو وہ بھی گناہ کرتا ہے۔ مگر جو شخص خدا کے نام پر حرام خوری کرتا ہے۔ وہ اس سے بہت زیادہ خطرناک گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ اسں میں صرف اس کی اپنی بدنامی ہی نہیں ہوتی بلکہ خدا اور اس کے رسول کی بھی بدنامی ہوتی ہے۔ دنیا میں

بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں

جنہوں نے لوگوں کو مار مار کر ان کی لاشوں کے ڈھیر لگادیئے تھے۔ مگر ان کی وجہ سے ان کے مذہب کو کوئی بدنام نہیں کرتا۔ لیکن بعض فتح اعوج کے مسلمان کہلانے والے بادشاہوں نے جہاد کے نام سے تلوار اٹھائی تو ان کی وجہ سے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آج تک بدنام کیا جارہا ہے۔ اب بادشاہ لا بے ایمان کوئی اور افسر تھا۔ مگر الزام ہمارے آقا پر آگیا۔ اس بے ایمان نے اپنی نفسانی جوش کی وجہ سے خونریزی کی۔ مگر چونکہ اس نے دین کا نام لے کر خونریزی کی اور کہا۔ کہ میں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت ایسا کر رہا ہوں۔ اس لئے اسلام بدنام ہوگیا۔ حالانکہ اسلام میں ایسے اعلیٰ درجہ کا

نمونہ دکھانے والے لوگ بھی گذرے ہیں۔ جنہوں نے خود تکلیفیں اُٹھا کر معاہدات کی پابندی کی۔ اور دشمن کے ہر قسم کے مظالم کے باوجود اُن سے حسنِ سلوک کیا۔ لیکن ان کی نیکیاں بھی ان بے ایمانوں کی وجہ سے چھپ گئیں۔ جو کچھ ابوبکرؓ نے کیا۔ جو کچھ عمرؓ نے کیا۔ جو کچھ عثمانؓ نے کیا۔ جو کچھ علیؓ نے کیا۔ بلکہ جو کچھ بنو اُمیہ کے کئی بادشاہوں نے کیا۔ اور بنو عباس کے کئی بادشاہوں نے کیا بلکہ اُن کے بعد بھی مختلف ملکوں کے مسلمان بادشاہوں نے کیا۔ وہ ان کے اخلاق اور حسن کردار کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ انہوں نے اپنے دشمن سے جو سلوک کیا آدم سے لے کر آج تک کسی بادشاہ کے متعلق یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اُس نے ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہو۔ لیکن اُن کی نیکیاں بھی چھپ گئیں۔ کیونکہ بعض بے ایمانوں نے

خدا کے نام پر لڑائیاں کیں

اور جہاد کے نام پر فساد کئے۔ اور خدا کے نام پر لوگوں کی گردنیں اُڑانا جائز قرار دے دیا۔ اگر وہ یہ کہہ کر لوگوں کی گردنیں اُڑاتے۔ کہ ہمارا دل چاہتا ہے۔ کہ اگر گردنیں اُڑائیں۔ تو یہ زیادہ بہتر ہوتا آخر ہندوؤں نے لوگوں کی گردنیں اُڑائی ہیں یا نہیں۔ عیسائیوں نے گردنیں اُڑائی ہیں یا نہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ عیسائیوں نے بہت زیادہ ظلم کئے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں مسلمانوں نے تیرہ سو سال میں اتنا ظلم نہیں کیا۔ جتنا عیسائیوں نے صرف ایک صدی میں کیا ہے۔ پھر بھی عیسائیت بدنام نہیں ہوئی۔ کیونکہ عیسائی یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہماری طبیعت چاہتی ہے کہ ہم ایسا کریں۔ اور مسلمان یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم خدا اور اس کے رسول کے حکم کے ماتحت ایسا کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی مذہب بدنام نہ ہوا۔ کیونکہ لوگوں نے کہا یہ اُن کا ذاتی فعل تھا۔ لیکن خدا اور اس کا رسول بدنام ہو گئے۔ غرض خدا کے کام میں اگر غلطی ہو جائے تو زیادہ بدنامی کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح

خدا کی جماعت

میں شامل ہو کر اگر غلطی کی جائے۔ تو وہ غلطی بھی زیادہ بدنامی کا موجب ہوتی ہے۔ غیر احمدی سو میں سے ننانوے نماز نہیں پڑھتا اور سب مسلمان اس کو برداشت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ایک احمدی بھی نماز نہیں پڑھتا تو سب لوگ کہنے لگ جاتے ہیں کہ تم میں اور ہم میں فرق کیا ہے۔ اگر ہم نماز نہیں پڑھتے تو فلاں احمدی بھی نماز نہیں پڑھتا۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارا سو میں سے ایک نماز نہیں پڑھتا اور غیر احمدیوں کے سو میں سے ننانوے نماز نہیں پڑھتے۔ وہ صرف اتنا دیکھتے ہیں۔ کہ یہ اپنے آپ کو ایک خدائی جماعت کی طرف منسوب کرتا ہے اور پھر نماز نہیں پڑھتا۔ گویا اس ایک کا فعل ساری جماعت کو بدنام کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے کام میں حصہ لینے والوں اور خدائی جماعتوں میں شامل ہونے والوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور اُن کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر وقت

اپنے اعمال کا محاسبہ

کرتے رہیں اور دیکھتے رہیں کہ اُنہوں نے کوئی ایسا قدم تو نہیں اُٹھایا۔ جو خدا اور اس کے رسول کو بدنام کرنے والا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنی حفاظت شاملِ حال رکھے انسانی عقل چونکہ کمزور ہے۔ اس لئے زندگی میں وہ کئی دفعہ غلطی بھی کر بیٹھتا ہے۔ مگر اس کی بدنامی بعض دفعہ سو سو سال تک چلتی چلی جاتی ہے۔ اس کا علاج صرف دعا ہے۔ سورۃ فاتحہ جو ہم روزانہ پڑھتے ہیں۔ اس میں بھی یہی دعا سکھلائی گئی ہے۔ کہ الٰہی میں کمزور ہوں۔ مجھ سے غلطیاں بھی سرزد ہوں گی۔ اور کمزوریاں بھی ظاہر ہوں گی۔ مگر تو ایسے مواقع پر اپنے فضل سے میرے ہاتھ کو روک لیا کر تا کہ میں کسی گڑھے میں گر کر تباہ نہ ہو جاؤں۔ چونکہ اصل علم غیب رکھنے والا خدا ہی ہے اسلئے مومنوں کو دن رات دعائیں کرنی چاہئیں کہ ہم کوئی ایسی غلطیاں نہ کر بیٹھیں جو سلسلہ کی بدنامی کا موجب ہوں اگر کوئی اور شخص غلطی کریگا تو اسکا الزام صرف اُسپر آئیگا لیکن اگر ہم غلطی کرینگے۔ تو خدا اور اس کے رسولؐ کی بدنامی ہو گی۔ پس اول تو تمہیں اپنی عقل سے کام لینا چاہیئے اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے۔

کرنل ڈگلس کے ساتھ ایک ملاقات

از مکرم شیخ مبارک احمد صاحب بی۔ اے مقیم لندن

کرنل ڈگلس کا نام تاریخِ احمدیت میں ہمیشہ ہی احترام سے لیا جاتا رہیگا۔ کہ کرنل ڈگلس نے اپنے عہدِ اختیار میں جس غیر جانبدارانہ رویہ کو اختیار کیا۔ اور اپنے ہم خیالوں اور ہم مذہب بھائیوں کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے فہم رسا اور اپنی فطرت سلیم سے کام لیتے ہوئے حق اور انصاف کا دامن نہ چھوڑا۔ یہ ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس نے اس نام کو تاریخ احمدیت میں مدون کر دیا ہے۔ یہ تاریخی ہستی آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان بن کر موجود ہے۔ دو روز کی بات ہے کہ مکرم محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ امام مسجد لندن کرنل ڈگلس کی ملاقات کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ مجھے بھی ان کی معیت میں جانے کا موقع ملا۔ اور اس تاریخی محترم ہستی کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

کرنل ڈگلس کی عمر اس وقت نوے سال کے لگ بھگ ہے ۲۳ ؍نومبر کو نوے سال پورے ہو جائیں گے۔ ضعف پیری کا اثر ضرور ہے۔ مگر عام صحت اب بھی اچھی ہے۔ انہوں نے اپنے کمرے کو اپنے ہاتھ سے بنائی تصاویر سے مزین کیا ہوا ہے۔ ان تصاویر کی تعداد پچاس سے اوپر ہی ہو گی۔ ان میں ایک تصویر انہوں نے لائل پور کے ایک مولوی صاحب کی بنائی ہوئی ہے۔ جنہوں نے سبز عمامہ پہن رکھا ہے۔ اور حنائی رنگ کی لمبی داڑھی رکھی ہوئی ہے اور دوسری قابل ذکر تصویر روضہ تاج محل آگرہ کی ہے لیکن انہوں نے اب اس شغل کو بینائی کی کمی کے باعث چھوڑ دیا ہے۔ لیکن تالیف و تصنیف کا کام اب بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ان کی تیسری کتاب چھپ کر منصۂ شہود میں آ چکی ہے۔ کتاب کا نام یہ ہے

Lord Oxford and the Shukarpeer gaump

اس قسم کی مصروفیات کے باوجود انہوں نے ہمیں نصف گھنٹہ ملاقات کا موقعہ دیا۔

چھوٹتے ہی انہوں نے دریافت کیا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا کیا حال ہے۔ اور احمدیت کی مخالفت کا کیا حال ہے؟ چوہدری صاحب موصوف کی ہستی اور ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہوں نے اس امر پر زور دیا۔ کہ چوہدری صاحب کے قیمتی وجود کی قدر کرنی چاہیئے۔

احمدیت کے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ تحریک مٹے گی نہیں، بلکہ آئندہ ترقی ہی کریگی۔ لیکن مجھے اسکے راستہ میں بہت سی مشکلات حائل نظر آ رہی ہیں پھر انہوں نے اپنی زندگی کے ان ایام پر نظر دوڑاتے ہوئے جو انہوں نے ہندوستان میں گذارے تھے۔ کہا کہ ساٹھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ مگر میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ اب تک موجود ہے جس وقت مرزا غلام احمد صاحب (مسیح موعودؑ) دائیں طرف اور پادری وارٹن کلارک بائیں طرف کھڑے تھے اور میرے سامنے مرزا صاحب کے خلاف جعلی مقدمہ دائر تھا۔ اور مارٹن کلارک مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کے خلاف گواہی دے رہا تھا۔ اور پنسل نکال کر سامنے رکھ رہا تھا۔ کہ یہ مرزا صاحب نے عبد الحمید کو دیا تھا۔ وکیل کا نام تو مجھے یاد نہیں۔ مگر جب اس نے عبد الحمید سے سوال کیا۔ کہ کیا تمہارے ساتھ اس فعل میں کوئی accomplice تھا۔ تو اسے مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کا نام تو آتا نہ تھا۔ اس لئے اس کے پرچہ پر لکھ کر کسی کارکن نے مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کا نام لکھ دیا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ دیکھ رہا تھا اس پر مجھے شک ہوا کہ آخر یہ اپنا ہاتھ کیوں دیکھتا ہے جواب کیوں نہیں دیتا۔ معلوم کرنے پر حقیقت آشکارا ہوئی کہ وہ اپنے ہاتھ پر سے نام پڑھ رہا تھا۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں خیال آیا۔ اور میں نے دریافت کیا کہ یہ لڑکا کہاں رہتا ہے۔ تو مجھے بتلایا گیا کہ پادریوں کے پاس رہتا ہے۔ میں نے اسی وقت کہا۔ کہ اس لڑکے کو علیحدہ لے جاؤ۔ اور پولیس کی نگرانی میں رکھو۔ چنانچہ ایسا کرنے سے اس پر پادریوں کا اثر اور رعب زائل ہو گیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا۔ مزید کہا کہ میں چاہتا تھا کہ جعلی مقدمہ کے سرکردہ لوگوں کو سخت سزائیں دوں مگر مرزا صاحب کے خلاف اسقدر تعصب تھا اور لوگ برافروختہ ہوئے ہوئے تھے کہ میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان پر سختی نہ کی جائے۔ مبادا حالات اور زیادہ کشیدہ ہو جائیں۔ اس لئے انہیں سخت سزائیں دینے سے گریز کیا۔ یہ تمام واقعہ وہ ایسے پیرایہ میں بیان کر رہے تھے کہ سننے والا محسوس کرتا تھا۔ کہ وہ اس میں ایک لذت اور فخر سا محسوس کرتے ہیں۔ جو ایک نیک کام کرنے والے کو نیکی کر کے محسوس ہوتا ہے اور سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے حقیقت کو پا کر اپنے ہم مذہب لوگوں کا خیال نہ کرتے ہوئے حق اور راستی کا ساتھ دیا۔ اور یہ ایک کارنامہ تھا۔

اگرچہ انہوں نے بودھ کو دیکھا تو نہیں مگر ان کا ماخذ انہیں اس مقدس اراضی کو تسلیم کرنے میں اس قدر ممد ثابت ہوا ہے کہ (۲) وہ جگہ بھی چل لی۔ اور کہا کہ وہاں سے کئی دفعہ انہیں گذرنے کا اتفاق ہوا تھا۔

یہ بھی ذکر کیا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام انسان تھے۔ اور خدا کے رسول جیسے دوسرے انبیاء کرام میں انہیں خدا نہیں مانتا۔ اور نہ ہی میں تثلیث کا قائل ہوں اور مرزا غلام احمد صاحب (مسیح موعودؑ) کو بھی خدا کا برگزیدہ انسان اور نبی تصور کرتا ہوں۔ مگر ان پر ایمان لانا اس لئے ضروری نہیں سمجھتا کہ حضرت مسیحؑ کے وجود اور ان کی پیروی سے میری تسلی ہو جاتی ہے۔ ان سب الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں احمدیت کے ساتھ ایک لگاؤ ہے۔ ایسا لگاؤ جو سلیم الطبع اور نیک فطرت کو حق اور سچائی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس شریف الطبع ہستی کو منتخب فرمایا۔ کہ وہ اسکے برگزیدہ مامور کی معصومیت اور بریت کو ثابت کرے۔ اور دنیا کو حقیقت

درخواست دعا

مکرم جناب مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے گذشتہ ماہ اگست و ستمبر میں جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے ہمراہ بہار و اڑیسہ کی جماعتوں کا تربیتی دورہ کیا۔ واپسی پر موصوف کی صحت زیادہ خراب ہو گئی ہے آپ اپنے تازہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"اس عرصہ میں عاجز کے جسم پر بہت سے پھوڑے نمودار ہو رہے ہیں جن کے باعث بے حد تکلیف رہی۔ شدت عطش اور کثرت پیشاب کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ مظفرپور پہنچ کر ڈاکٹری مشورہ پر معلوم ہوا کہ ذیابیطس شکری کی تکلیف ہے اس کے بعد سے سخت ذہنی انتشار اور دوران سر کے علاوہ دماغی پریشانیوں کا سامنا ہے

علاوہ ازیں مجھے بہ نیا کی بھی شکایت ہے"۔ احباب کرام سے مولوی صاحب موصوف کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو کامل شفا عطا فرما کر خدمت دین کی پہلے سے بڑھ کر توفیق دے۔ آمین

ایڈیٹر

خطبہ جمعہ

موجودہ ایام میں تمہیں خصوصیت کے ساتھ سلسلہ کی حفاظت اور عظمت کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں

تا

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید حاصل ہو اور وہ ہمیں حقیقی خوشی اور مسرت عطا فرمائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ر اگست ۱۹۵۲ء ـ بمقام ناصر آباد (سندھ)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج بارش کی وجہ سے چونکہ راستے خراب ہیں۔ اس لئے میں دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھاؤں گا اسی طرح میری طبیعت بھی خراب ہے۔ اس لئے میں خطبہ بھی بہت مختصر پڑھاؤں گا۔

اصل بات

جس کے متعلق میں آج کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ عام طور پر ہماری جماعت کے لوگ ان حالات سے واقف نہیں ہوتے جو جماعت کے خلاف ملک کے مختلف جہات اور اطراف میں یا مختلف ملکوں میں پیدا ہوتے ہیں چونکہ ایسی تمام اطلاعات مرکز میں آتی ہیں۔ اور وہ اطلاعات نہ ساری شائع کی جا سکتی ہیں۔ اور نہ ہی ان سب کا شائع کرنا مناسب ہوتا ہے۔ اس لئے صرف چند لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں۔ جو ان سے واقف ہوتے ہیں۔ اگر مصیبت آتی ہے تو انہی کے کندھوں پر آتی ہے۔ اور اگر کوئی خوشی کی خبر آتی ہے تو اس سے بھی وہ لذت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کو جماعت کا ہر فرد سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ کہ

ہماری جماعت کی مثال

بالکل ایسی ہی ہے جیسے بتیس ۳۲ دانتوں میں زبان ہوتی ہے۔ بظاہر اس کی کوئی دنیوی وجہ نہیں پائی جاتی کیونکہ ہماری جماعت کے لوگ دوسروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ ان سے نیک معاملہ کرتے ہیں ان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ اور ان سے اچھے تعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے بہی خواہ ہیں لیکن پھر بھی ان کی مخالفت ہوتی ہے۔

آج ہی میں

قادیان کی ایک رپورٹ

پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم ایک باغیچہ میں گئے۔ وہاں کچھ مہاجر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اور کچھ مقامی لوگ بھی وہاں بیٹھے تھے۔ شروع شروع میں جب پاکستان سے ہندو اور سکھ مہاجر وہاں گئے تو چونکہ وہ بہت چڑے ہوئے تھے۔ اور مسلمانوں کے سلوک سے تنگ تھے۔ اس لئے وہ پاکستان یا مسلمانوں کی تعریف کسی مسلمان سے نہیں سن سکتے تھے۔ اور اگر کوئی تعریف کرتا تو اس سے لڑ پڑتے۔ اور کہتے کہ تو بڑا غدار ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ قادیان والوں کے حسن سلوک کی وجہ سے لوگوں میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اب ان مہاجرین میں سے ایک حصہ ایسا ہے جو کبھی کبھی

جماعت کی تعریف

کر دیتا ہے۔ بہرحال اس رپورٹ میں ذکر تھا۔ کہ وہاں جو مہاجرین بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض نے تعریف کی اور کہا احمدی بڑے اچھے ہیں۔ اور یہ اپنے معاملات میں دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ ان کا اتنا کہنا تھا کہ ایک مقامی سکھ جو اپنے دل میں جوش دبائے بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا اور اس نے دس بارہ منٹ تک تقریر کی۔ اور کہا کہ ان لوگوں کے ہم سے ایسے اچھے تعلقات تھے کہ جب سے یہ گئے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان اور اس کے گرد و نواح کی رونق ہی چلی گئی ہے۔ ان لوگوں کے پاس طاقت تھی اور یہ اگر چاہتے تو ہمیں تباہ کر سکتے تھے۔ مگر اتنی طاقت کے باوجود ان لوگوں نے ہماری حفاظت کی۔ اور ہمیں کسی قسم کا نقصان پہنچنے نہیں دیا۔ چنانچہ

واقعہ یہی ہے

کہ گو بعد میں ہندوستانی حکومت غالب آگئی۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ اس وقت تک کون سمجھتا تھا کہ گورداسپور کا ضلع اُدھر چلا جائے گا۔ اس وقت ہمارے بھی وہی جذبات ہوتے جو ہندوؤں اور سکھوں کے تھے۔ تو دس دس میل کے حلقے میں ایک ہندو اور سکھ بھی نہ بچتا۔ مگر ہم نے ان کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی اسی طرح حفاظت کی .... جس طرح ہم اپنے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے تھے۔ اور نہ ہم نے زبان سے انہیں کوئی لفظ کہا نہ ان کی دل شکنی کی اور نہ گالی گلوچ سے کام لیا۔ بلکہ اگر ہمیں کسی احمدی کے متعلق ذرا بھی شکایت پہنچتی تو ہم سختی سے اس کے پیچھے پڑ جاتے۔ دوسری طرف جو لوگ ارد گرد کے مقامات سے بھاگ بھاگ کر قادیان میں آئے۔ ہم نے ان کی اتنی خاطر تواضع کی کہ سارے ہندوستان میں

اس کی مثال نہیں مل سکتی

ہم نے اپنے آدمیوں کو بھوکا رکھا۔ اور ان کو کھانا کھلایا۔ اور ایک دن تو ایسا آیا۔ کہ ہم نے ساٹھ ہزار آدمیوں کو کھانا دیا۔ حالانکہ قادیان کی کل سولہ ہزار کی آبادی تھی۔ جس میں سے تیرہ ہزار احمدی تھے۔ مگر وہی لوگ جب یہاں پہونچے۔ تو کچھ مدت تک تو احمدیوں کی تعریفیں کرتے رہے مگر اب وہی لوگ احمدیوں کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دے رہے ہیں۔ اور وہ سارے احسان اور سلوک جو ہم نے ان سے کئے تھے ان کو بھلا بیٹھے ہیں۔ اور اب وہی لوگ

احمدیت کی مخالفت میں

پیش پیش ہیں اور کہتے ہیں کہ احمدیوں کو مار دینا چاہیئے۔ ان کو قتل کر دینا چاہیئے۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لینا چاہیئے۔ یہ چیز تو آپ لوگوں کو نظر آتی ہے۔ بے شک جو سلسلہ کی مخالفت کی خبریں ہمیں ملتی ہیں۔ وہ آپ لوگوں کو نہیں ملتیں جو سلسلہ کی ترقیات کی خبریں ہمیں ملتی ہیں وہ آپ لوگوں کو نہیں ملتیں۔ مگر یہ بات تو آپ لوگوں سے مخفی نہیں کہ لوگ بلاوجہ اور

بغیر کسی قصور کے ہم سے دشمنی

رکھتے ہیں۔ گو اگر ہم زیادہ غور کریں۔ تو اس کی ایک وجہ بھی موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگ دیکھتے ہیں۔ کہ خدا نے ان لوگوں کو اچھے عقیدے دیئے ہیں۔ خدا نے ان کے اندر اخلاص پیدا کیا ہے خدا نے ان کے اندر قربانی کا مادہ پیدا کیا ہے خدا نے ان کو کام کرنے کی ہمت بخشی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ بڑھتے چلے جائیں گے اور ہم گھٹتے چلے جائیں گے۔ جب دشمن دیکھتا ہے کہ یہ لوگ بڑھنے والے ہیں اور ہم گھٹنے والے ہیں۔ تو وہ مخالفت پر اتر آتا ہے۔ پس اس مخالفت کی ایک نفسیاتی وجہ تو موجود ہے۔ لیکن جسمانی وجہ کوئی نہیں۔ دنیوی لحاظ سے ہماری جماعت کا سلوک لوگوں سے اتنا اچھا ہے کہ اگر وہ تعصب سے علیحدہ ہو کر ہماری جماعت کو دیکھتے تو بجائے مخالفت کرنے کے وہ احمدیوں کے ہاتھ چومتے اور ان کی خدمت میں فخر محسوس کرتے۔ بہرحال

یہ ایسی بات ہے

جس کا ہر احمدی کو پتہ ہے۔ اور جب پتہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ دعاؤں میں کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ دن تو ایسے ہیں کہ ان میں اپنے نفس کو بھی بھول جانا چاہیئے۔ اور دن رات اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ وہ جماعت کو ان فتنوں سے بچائے جو آجکل اس کے خلاف پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اب حکومت مسلمانوں کی ہے۔ اور مولوی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ جو حکومت پر قابض ہیں ان کے غلام ہیں۔ اور وہ جو چاہیں ان سے قانون بنوا سکتے ہیں پھر پبلک میں سے بھی ایک حصہ ان کے پیچھے چلنے والا موجود ہے۔ اس کا رعب حکومت کا کچھ حصہ ڈر بھی جاتا ہے۔ اور رعب میں جلدی سے ہو بیٹھے کہا جاتا ہے کہ کو توال بازار درست ہے۔ اب ذرا سی بات کا بھی ترتیب کے لئے حفاظت کا ہر [illegible] اور کوئی [illegible] ذریعہ باقی رہ جاتا ہے کہ تم

اللہ تعالیٰ کے آستانہ

پر جھکو۔ اور اس سے مدد اور نصرت طلب کرو خیر خواہ یہ دن تمہارے لئے ایسے نازک ہیں کہ تمہیں دن اور رات سلسلہ کے بچاؤ کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں صرف خدا ہی کی مدد ہے۔ جو ہمیں بچا سکتی ہے ورنہ ہمارے خلاف ایسی ایسی تدبیریں کی جا رہی ہیں۔ کہ اگر ان تدبیروں میں انہیں کامیابی حاصل ہو جائے۔ تو آج نہیں تو کل وہ سلسلہ کو مٹانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں۔ کہ خواہ کتنے بڑے اتحاد اور آلے حرصیں دشمن ہمیں مٹانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کا یہ وجہ نہیں کہ اس کے مقابلہ کی ہم میں طاقت ہے بلکہ اس

(باقی صفحہ ۲ کالم ۳ کے نیچے)

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴ر اکتوبر ۱۹۵۲ء

بنیادی مسئلہ سے غفلت

"کسی قوم کے اخلاقی معیار کو بلند کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ اسے جہالت رجعت پسندی اور تباہ کن رسومات سے نجات دلا کر اس میں نیا شعور پیدا کیا جائے۔ تاکہ وہ وسعت نظر اور آزادی فکر سے کام لے کر زمانے کے تقاضوں کے مطابق نیا معاشرہ تعمیر کر سکے۔ کسی قوم کی بقا اور ترقی کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کا ضمیر مردہ اور شعور پژمردہ نہ ہو اس مقصد کے لئے ذہنی و اخلاقی انقلاب پر سب سے پہلے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ لیکن پاکستان میں اس مسئلہ کو سب سے کم اہمیت دی گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف فکری انتشار پایا جاتا ہے۔ صوبہ پرستی تنگ نظری فرقہ بندی اور لسانی تنازعات پیدا ہو گئے ہیں۔ - - - - -"

(اخبار انجام بحوالہ الجمعیتہ ۸ر اکتوبر ۱۹۵۲ء)

ہمیں اس بحث میں پڑنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ پاکستان کو کیا کرنا چاہیئے تھا۔ اور اس نے کیا نہیں کیا؟ اس صدر مضمون سے یہ بات تو بالکل عیاں ہے کہ اس وقت مسلمان قعر مذلت میں گر چکا ہے۔ اور اس کی حالت اس قدر پست ہو چکی ہے کہ جلد اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ شکر کا مقام ہے کہ اب قوم میں اسے اٹھانے کے لئے احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس کی اس خستہ حالی کو دیکھ کر ہر دردمند دل کڑھ رہا ہے۔

اصل بات تو یہ ہے کہ اس بات پر غور کیا جائے کہ آخر مسلمان کیوں بگڑ گیا؟ آج اس میں ایسی پستی کیوں نظر آتی ہے؟ آج اسے کیوں اپنی اصلاح کی طرف کما حقہ توجہ پیدا نہیں ہوتی؟ یا اگر پیدا ہوتی ہے تو اس کو کامیابی کیوں حاصل نہیں ہوتی؟ اس کی اصل وجہ صرف اور صرف یہی ہے جسے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

ہمیں مضمون نگار کے خیال سے پورا اتفاق ہے۔ مگر افسوس تو اس بات پر ہے کہ مسلمان . . . . . اپنی موجودہ بدحالی کا علاج دوسروں کے دروازے سے تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے اپنے گھر میں بہترین معالج موجود ہے جس کے بارہ میں صرف معتقدین کی خوش فہمی ہی نہیں بلکہ اس نے ایک قوم کو ادنیٰ حالت سے اٹھا کر مقام بلند تک پہنچا بھی دیا اور وہ ایک وقت میں دنیا کی معلم اور راہنما بن گئی۔ ایک طرف آپ محولہ بالا سطور کا مطالعہ کریں دوسری طرف کلام اللہ کی حسب ذیل عبارت پر غور فرمائیں:-

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون (اعراف ع ۱۹)

یعنی حقیقی مسلمان وہ ہیں جو اس اُمّی نبی و رسول کی پوری اتباع کرتے ہیں۔ ہاں اس کے متعلق صحف سابقہ تورات و انجیل میں پیشگوئیاں مندرج پاتے ہیں۔ خدا کا یہی برگزیدہ انسان انہیں نیک باتوں کی تحریک کرتا ہے۔ اور بُری باتوں سے منع فرماتا ہے۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی پاکیزہ چیزیں جائز قرار دے کر ناپاک چیزوں سے ممانعت فرماتا ہے۔ اسی طرح رسم و رواج کے گراں بار طوق ان کی گردنوں سے اتار کر ان میں ترقی کرنے کا نیا شعور پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جو لوگ اس کی باتوں پر ایمان لا کر اس کی عزت و توقیر میں لگ جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر نازل شدہ مجسم نور (قرآن) کی اتباع کریں گے وہی اصل مقصود کو پانے والے ہیں"۔ اس آیت کریمہ میں نہایت واضح الفاظ میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیضان عمیم کا ذکر کیا گیا ہے جو حضور کی بعثت کے بعد جاری ہوا اور اس میں مفصل طور پر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح حضور کی آمد ایک جہان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیتی ہے۔ اور ان کا گوہر مقصود انہیں حاصل ہو جاتا ہے۔

آج سے چودہ سو سال پیشتر ملک عرب کے گنوار کچھ کم جہالت۔ رسم و رواج۔ رجعت پسندی اور تنگ نظری کا شکار نہ تھے۔ مگر وہ کون سی بات تھی جس کے نتیجہ میں انہیں میں سے پلے ہوئے آدمی ایک جہان کے معلم بن گئے۔ اگر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ ایک طرف حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان قوت قدسی تھی جس نے ان کی ہستی پر ایک انقلاب عظیم وارد کر دیا تو دوسری طرف ان خوش نصیب لوگوں نے آقا کے آستانہ پر اپنے تئیں کلی طور پر جھکا دیا تھا۔

آج "اسلام زندہ باد"۔ "رسول عربی زندہ باد" کے فلک شگاف نعرے بلند کئے جا رہے ہیں۔ مگر اپنی اخلاقی اور ذہنی حالت بدلنے کے لئے کوئی شخص تیار نہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان مسلمان نہیں پہلے اسے اپنے دل میں ایمان پیدا کرنے کی ضرورت ہے جب اس کا دل اسلامی محبت میں گداز ہو گیا اس کے رگ و ریشہ میں اسلام کی پاک تعلیم سرایت کر گئی۔ اس وقت نہ قانون پاس کرنے کی حاجت رہے گی اور نہ اس پر عمل درآمد کرانے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوگی۔ مسلمان آپ ہی آپ اخلاقی بلندی کی طرف بڑھے گا۔ اور اس کی فطرت سلیمہ رسوم قبیحہ سے متنفر ہوتی جائے گی۔ یہی یہ اصل اور بنیادی مسئلہ ہے۔ جس سے اس وقت غفلت برتی جا رہی ہے اور قوم کو اس طرف لانے کی اشد ضرورت ہے۔ اسلام کا خدا حکیم خدا ہے۔ اس کے افعال حق و حکمت سے خالی نہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ اپنی ہستی پر تغیر عظیم لائے بغیر مسلمان ترقی کر جائیں۔ خدا کا ازلی قانون یہی ہے کہ

"ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم"۔

کہ خدا تعالیٰ بھی اسی قوم کی حالت بدلا کرتا ہے۔ جو از خود اپنے اوپر انقلاب لانے کے لئے تیار ہو جائے اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہمارے سامنے موجود ہو جس کی پاک صحبت سے ہم اپنے زنگ آلودہ دلوں کو صاف کریں اور اس کی مجلس تزکیہ نفوس کا کام دے۔ اور وہ نائب الرسول ہونے کے جمیع اوصاف اپنے اندر رکھتا ہو۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی علماء کو ورثۃ الانبیاء قرار دیا ہے پس کیوں نہ ہم انہیں اپنا راہنما اور خضر راہ بنائیں مگر زمانہ حاضرہ کے پیدا شدہ خطرناک حالات نے اس بات کو کھول کر رکھ دیا ہے کہ اس زمانہ کے "علماء" اس میدان میں بُری طرح پسپا ہو چکے ہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تنزل زمانہ انہیں علماء کی غلط تعبیرات نے امت مرحومہ کو یہ بُرے دن دکھائے ہیں۔ غالباً خدا کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دوربین نگاہوں نے اسی کو دیکھ کر آخری زمانہ کے بارہ میں فرمایا تھا کہ

علماءھم شر من تحت ادیم السماء

(مشکوٰۃ)

کہ آخری زمانہ میں تمام مسلمانوں کی خستہ حالت ہوگی سو ہوگی۔ علماء جو حامل دین متین سمجھے جائیں گے وہ بھی بدترین مخلوق بن چکے ہوں گے۔ پس اگر ہم اپنے تئیں مسلمان کہلاتے ہیں ہمیں اپنی ترقی اور بہبودی کے لئے قرآن پاک ہی سے روشنی لینی چاہیئے۔ اور ایسے آدمی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں جس کو خود سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچانے کے لئے ہر مسلمان کو حکم دیا اور فرمایا:-

من لقیہ منکم فلیقرأہ منی السلام

(کنز العمال جلد ۷ نمبر ۲ و حجج الکرامہ ص ۴۲۹)

یعنی تم میں سے جسے مسیح موعود سے ملنا نصیب ہو وہ اُسے میری طرف سے سلام پہنچائے۔ آج جماعت احمدیہ اس مقدس وجود پر ایمان لا کر پھر قرآنی تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا رہی ہے اور ہر قسم کی جہالت۔ رجعت پسندی اور تباہ کن رسومات کو ترک کر کے صحیح اسلامی نمونہ پیش کرتی ہے۔ پس اگر آج مسلمان کچھ ترقی کرنا چاہتا ہے تو وہ نائب الرسول کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ اور اپنی زندگی پر ایک انقلاب عظیم وارد کرے۔ کیونکہ دل کی صفائی کے بغیر اعمال کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ پس اسی بنیادی مسئلہ کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

(محمد حفیظ بقاپوری)

خطبہ بقیہ صفحہ نمبر ۵

کی وجہ یہ ہے کہ

ہمیں اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے

اور اگر ہم مرتے ہیں۔ تو صرف ہم ہی نہیں مرتے بلکہ خدا کا نام بھی دنیا سے مٹ جاتا ہے۔ پس اگر ہماری خاطر نہیں تو اپنی خاطر خدا تعالیٰ اس بات پر مجبور ہے کہ وہ اس کام کو جاری رکھے جس کام کے لئے اس نے کھڑا کیا۔ مگر ہمیں اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کو کبھی نہیں بھلانا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ میں طاقت ضرور ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ہم میں اتنی کمزوریاں ہوں کہ وہ ہمیں چھوڑ کر کسی اور کو اپنے کام کے لئے منتخب کرے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے۔

کہ ہم دعاؤں میں لگے رہیں

اور خدا تعالیٰ سے اس کی مدد چاہیں۔ اور اپنی ذاتی دعاؤں کو بھی ترک کر کے رات دن سلسلہ کی حفاظت اور اس کی عظمت کے لئے اپنی دعائیں مخصوص کر دیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہو۔ اور وہ ہماری ناکامیوں کو کامیابیوں میں تبدیل کر دے۔ اور ہمیں حقیقی خوشی اور مسرت عطا فرمائے۔

حفاظت حضرت مسیح موعود کا وعدۂ الٰہی

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے

انبیاء کرام لوگوں کے لئے اسوہ ہوتے ہیں ان کی ہر حرکت و سکون کی متبعین نے نقل کرکے ان کے شمائل و اخلاق کو عکسی لے کر اپنے تئیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق آئینہ دار بنانا ہوتا ہے انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں۔ انہیں عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ ولادت بلکہ اس سے قبل ہی اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت شروع کرتا ہے۔ ان کے لئے اپنی تقدیر خاص جاری فرماتا ہے۔ نہ صرف ان کی ہر حرکت و سکون بلکہ موت وحیات بھی منشاء الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں قریباً اڑھائی درجن ایسے الہامات ہیں جن میں بالوضاحت آپ کے طبعی طور پر وفات پانے کا ذکر ہے۔ یہ حوالجات درج ذیل ہیں:۔

(۱ تا ۱۴) مارچ سنہ ۱۸۸۲ء۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ مئی سنہ ۱۹۰۷ء۔ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء

واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک (تذکرہ صفحہ ۴۸۔ ۵۳۲۔ ۵۴۲۔ ۶۷۴۔ ۶۹۱ اس سارے مضمون میں تذکرہ کے ہی حوالجات درج ہیں۔)

سنہ ۱۹۰۰ء۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک (صفحہ ۳۷)

ترجمہ۔ اور جو کچھ ہم ان کے لئے وعدے کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ تیری زندگی میں تجھے دکھا دیں یا تجھ کو طبعی وفات دے دیں اور بعد میں وہ وعدے پورے کریں۔

سنہ ۱۸۸۳ء۔ انی متوفیک ورافعک الیّ (صفحہ ۵۹۔ ۹۷۔ ۱۱۵)

ترجمہ۔ ضرور میں تجھے طبعی وفات دوں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا۔

سنہ ۱۸۸۳ء۔ سنہ ۱۸۹۶ء۔ سنہ ۱۹۰۶ء۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ (صفحہ ۱۰۴۔ ۲۶۸۔ ۵۸۴)

سنہ ۱۹۰۷ء۔ رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین (صفحہ ۶۲)

حضور کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ اے میرے رب! تو مجھے طبعی وفات دے اور نیکوکاروں کے ساتھ مجھے ملا دے۔

ان الہامات میں لفظ توفی سے استدلال ہے کہ جس کے معنی طبعی وفات دینے کے ہیں

(۱۵ تا ۱۸) سنہ ۱۸۸۳ء۔ وان لم یعصمک الناس فیعصمک اللہ من عندہ۔ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس (صفحہ ۸۶) کہ اگر تمام لوگ تیرے بچانے سے دریغ کریں۔ مگر خدا تجھے بچائے گا اور خدا تجھے ضرور اپنی مدد سے بچائے گا۔ اگرچہ تمام لوگ دریغ کریں

سنہ ۱۸۹۳ء۔ یرحمک ربک ویعصمک من عندہ وان لم یعصمک احد من اھل الارضین (صفحہ ۲۳۴) کہ تیرا رب تجھ پر رحمت کرے گا۔ اور اپنی جناب سے تیری حفاظت کا سامان کرے گا۔ اگرچہ لوگ تیری حفاظت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تیری حفاظت کرے گا۔ اگرچہ روئے زمین کے لوگوں میں سے کوئی بھی تیری حفاظت نہ کرے۔

سنہ ۱۹۰۰ء۔ ویعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس ولو لم یعصمک الناس یعصمک اللہ (صفحہ ۳۵۴) کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا۔ اگرچہ لوگ تیری حفاظت نہ کریں اور اگر لوگ تیری حفاظت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے گا۔

سنہ ۱۹۰۶ء۔ یعصمک اللہ من العدا ویسطو بکل من سطا (صفحہ ۵۸۸) کہ خدا تمہیں دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔ اور اس شخص پر حملہ کرے گا جو تیرے پر حملہ کرتا ہے

ان الہامات میں عصمت الٰہیہ کا وعدہ دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی طرح عصمت وحفاظت کا وعدہ دیا گیا تھا۔ فرمایا

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ ان اللہ لا یھدی القوم الکفرین (مائدہ ع ۱۰) کہ اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو تیری طرف اتارا گیا ہے تو اسے پہنچا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہ پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ حضور صلعم دشمن کے ہاتھوں قتل ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ اور طبعی طور پر وفات پائیں گے

(۱۹ تا ۲۱) سنہ ۱۸۸۳ء۔ ایلی ایلی لما سبقتنی (صفحہ ۹۱۔ ۱۰۲) سنہ ۱۹۰۶ء ایلی ایلی لما سبقتنی (صفحہ ۵۴۷)

جب حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اس وقت انہوں نے یہ فقرہ بولا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ یہ فقرہ انہوں نے اپنی انتہائی بے چارگی۔ بے کسی و بے بسی کے وقت اس لئے بولا کہ ان سے طبعی وفات کا وعدہ تھا۔ اس وعدہ کا ذکر یا عیسیٰ انی متوفیک کے الفاظ میں قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ عین ہنگام اجل کے متوقع آپ کو ٹھہرایا اور عزت اور خیر و عافیت کی عمر طویل عطا کی۔ حضرت مسیح موعود کو بھی ان الہامات میں یہ بتایا گیا ہے کہ انتہائی مصیبت کے اوقات آئیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔ اور حضرت عیسیٰ کی طرح طبعی وفات دے گا۔ چنانچہ اہل الحدیث مولوی سید نذیر حسین دہلوی کی طرف سے مباحثہ کے لئے آمادہ ہونے کے ایام میں دہلی میں حضرت مسیح موعود کی قیامگاہ کے اندر مشتعل لوگ گھس گئے۔ اور ہر وقت گھر کے پاس ویسے لوگوں کا ہجوم جمع رہتا تھا۔ بلکہ آپ کے گھر میں جو خادمہ کام کرتی تھی۔ اس کو یہ علم نہ تھا کہ حضور ہی مدعی ہیں۔ جن کے خلاف اشتعال پیدا کیا گیا ہے۔ اس نے ذکر کیا کہ آج میرا بیٹا ثواب کمانے کے لئے ایک مدعی کو قتل کرنے کے لئے چھری لے کر چلا گیا ہے۔ حضور ایفاء عہد کی خاطر سید صاحب موصوف سے مباحثہ کے لئے جامع مسجد دہلی میں اپنے ایک درجن حواریوں کے ہمراہ چلے گئے۔ جبکہ وہاں ہزارہا لوگ آپ کے خون کے پیاسے مجتمع تھے۔ اور اللہ تعالیٰ یقینی موت کے منہ سے آپ کو اپنے فضل و رحم سے بحفاظت واپس لایا۔

یہ تو وہ واقعات ہیں جن کا علم ہو گیا۔ لیکن دشمنوں نے جو خفیہ تدابیر آپ کی جان پر حملہ کرنے کی ہوں گی۔ اس کا علم نہیں ہو سکتا البتہ ان واقعات سے ان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔ اندازہ ہی نہیں بلکہ علماء کھلا نے والے لوگ کھلم کھلا مسلمانوں کو قتل پر آمادہ کرتے تھے۔ اور ان کو بتلاتے تھے۔ کہ یہ بہت کار ثواب ہے۔ چند ماہ قبل انہی علماء کی ذریت نے مغربی پاکستان کی ساری کی ساری جماعت احمدیہ سے جو خون کی ہولی کھیلنے کی کوشش کی ہے جس کے نتیجہ میں ساری مملکت کی بنیادیں ہل گئیں۔ نہ صرف پرائیویٹ مجالس میں سنہ ۱۹۴۷ء جیسے حالات کا احمدیوں کے حق میں اعادہ کرنے پر عوام الناس کو ابھارا بلکہ اخبار میں یہ اعلان کر دیا کہ عوام الناس فلاں تاریخ کے بعد ایسا ارادہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ گویا کہ اپنی تحریکات کی کامیابی کا ذکر ان الفاظ میں کیا چنانچہ لوگوں نے اس کے بعد دو ماہ تک احمدیوں کے لئے قافیہ تنگ کئے رکھا۔ گاڑیوں۔ لاریوں کو روک روک کر تلاش کرتے کہ سواریوں میں کوئی احمدی ہے یا نہیں۔ ہزاروں کے ہجوم کا مجمع نہتے اور قلیل التعداد احمدیوں کو اپنے مظالم کا نشانہ بنانے کے لئے مختلف دیہات میں پہنچے۔ کیا ایسے لوگوں کے متعلق کوئی امر بھی مستبعد سمجھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کوئی کسر اٹھا رکھی ہوگی؟

(۲۲) سنہ ۱۸۹۲ء۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔
”الہام کے رو سے خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کہتا ہے ذرونی اقتل۔ موسیٰ یعنی مجھ کو چھوڑو تا میں موسیٰ کو یعنی اس عاجز کو قتل کر دوں“ (صفحہ ۲۰۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وقال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ (مومن ع ۳) کہ فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے۔ سو حضرت مسیح موعود کو الہاماً بتلایا گیا کہ جیسے حضرت موسیٰ کو فرعون جیسے جابر و قوی بادشاہ کے عزم قتل کے ہوتے بچایا اسی طرح آپ کو بھی قتل سے محفوظ رکھیں گے

(۲۳) سنہ ۱۹۰۰ء قالوا لنھلکنک قال لا خوف علیکم لاغلبن انا ورسلی ۔۔۔۔۔۔
(ترجمہ) ۔۔۔۔ لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ہلاک کریں گے۔ مگر خدا نے اپنے بندہ کو کہا کہ کچھ خوف کی جگہ نہیں۔ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے“ (صفحہ ۳۶۸)

(۲۴) ۲۲؍اگست سنہ ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا:۔
”خدا کی پناہ میں عمر گزار دے“ (صفحہ ۴۵۱)

(۲۵) ۳؍ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو حضور نے فرمایا:۔
”اسہال آنے سے میری طبیعت میں کچھ کمزوری پیدا ہو گئی۔ ایک تھوڑی سی غنودگی میں دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں طرف دو آدمی لمبے لمبے لٹھ لئے کھڑے ہیں۔ اس اثناء میں مجھے الہام ہوا۔
”فی حفاظۃ اللہ“ (صفحہ ۴۵۲)
کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔

(۲۶) مارچ سنہ ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا:۔
”بادشاہ وقت پر جو تیر چلایا گیا ہے اس تیر سے وہ آپ مارا جائے“ (صفحہ ۴۸۷)
بادشاہ وقت سے حضور ہی روحانی بادشاہ امام الزمان مراد ہیں۔ یہاں دشمن کی ناکامی کا بیان ہوا ہے۔ تیر چلانے سے مراد زبانی حملہ کا ہے۔ پر مخفی

جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی اور مسئلہ ختم نبوت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب، مبلغ سلسلہ احمدیہ بہار

(۲)

علامہ موصوف کی یہ تحریر پڑھتے ہی طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر کیا کریں گے۔ اُنہوں نے "رسالہ دینیات" "نبی کے جتنے" کام بتائے ہیں ان کی عدم ضرورت کا فوراً اعلان کر دیا ہے۔ اس سوال کا ایک ہی جواب ہو سکتا ہے کہ وہ تزکیہ نفس کے لئے آئیں گے۔ اگر جناب مولانا صاحب موصوف اس وجہ کو تسلیم کر لیں۔ تو انبیاء کے آنے کی ایک اور وجہ بھی پیدا ہو جاتی ہے یا پہلی وجہ کی جو تشریح میں نے کی وہی درست ثابت ہوتی ہے۔ ورنہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آنے کی راہ بھی بند ہو جاتی ہے۔ اور جو رسائل و مسائل میں اُنہوں نے جو لکھا ہے وہ غلط ہو جاتا ہے۔

رہ گئی دوسری اور تیسری وجہ تو بعثت محمدی کے بعد ان کا ظہور ممنوع ہو گیا۔ چونکہ نور محمدی نہ ناقص ہے نہ کسی قوم کے لئے مخصوص۔ اس امت میں جو ابن مریم یا امام مہدی علیہ السلام آنے کی بشارت پائی جاتی ہے۔ ان کی بعثت پہلی ہی وجہ کے ماتحت مقدر تھی۔ وہ تکمیل شریعت کے لئے نہیں بلکہ تکمیل ہدایت کے لئے مبعوث ہونے والے تھے۔ اور یہ امر نبوت جناب مودودی صاحب کے بیان کردہ وجہ بعثت سے بھی ظاہر و باہر ہے۔

انہوں نے بعثت نبی کی جو پہلی وجہ بیان کی ہے اس پر جب غور و خوض کیا جاتا ہے تو اس کی تین صورتیں سامنے آتی ہیں۔

(۱) انسان کے دلوں سے تعلیم و ہدایت کی عظمت مٹ گئی ہو۔

(۲) تعلیم و ہدایت کی کتابیں دنیا سے ناپید ہو گئی ہوں۔

(۳) تعلیم و ہدایت کی کتابیں ہی نہ رہی ہوں۔ نہ دل میں ان کی عظمت ہی رہی ہو۔

ظاہر ہے کہ ان تینوں صورتوں میں سے صرف پہلی صورت قابل غور ہے۔ اُمت محمدیہ میں دوسری اور تیسری وجہ کا ظہور وعدۂ الٰہی کے خلاف ہے خدا نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون فرما کر ہم کو دوسرے خطرہ کی طرف سے بالکل مطمئن کر دیا ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر تیسرے خطرہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ چونکہ تیسری صورت میں لازم آتا ہے کہ آنے والا صاحب شریعت جدیدہ ہو۔ اور ظہور محمدی کے بعد یہ ایک امر ممتنع ہے۔ امت محمدیہ میں صرف ظلی و بروزی اور تابع و غیر تشریعی نبی کے ظہور کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ اور یہ ہمارے نزدیک صرف ممکن الوقوع نہیں بلکہ واجب الوقوع ہے۔ لیکن جناب مودودی صاحب کی تحقیق سے مترشح ہوتا ہے کہ اُن کا ذہن اس تصور نبوت سے بالکل عاری ہے۔ حالانکہ اگر وہ امم ماضیہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے تو معلوم ہوتا کہ پہلی اُمتوں کے بہت سے اکابر کو بغیر کتاب و شریعت نبوت ملی ہے۔ ان کا کام صرف امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھا۔ جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق آیا کہ وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ یعنی وہ اپنے اہل کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُمت محمدیہ اسی راہ پر گامزن ہو۔ اور مقام نبوت تک نہ پہنچے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اُمت محمدیہ کو بھی یہ بشارت دی اور فرمایا ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ یعنی اُمت محمدیہ میں جو اللہ اور رسول کی کامل اطاعت کرے گا۔ اور فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو کر اعلیٰ مقام قرب حاصل کرے گا۔ اس کو صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے ساتھ انعام نبوت ملے گا۔ اس مقام نبوت کو ظل و بروز کا مقام کہا جاتا ہے۔ اور یہی مقام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت سے امت محمدیہ کو ملنے والا ہے۔ نبی کے لئے صاحب شریعت کی قید ایک امر زائد ہے۔ نبوت صرف وحی و الہام اور اظہار علی الغیب کو کہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہاں آکر بظاہر تابع و متبوع اور مقتدی اور مقتدا کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق لکھا کہ میں ان کو اسی دریائے محبت میں ایک غرق دیکھتا ہوں۔ حضرت عمر، حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم بھی اسی سے بہرہ یاب ہیں۔ لیکن ابھی کامل تبع کا ظہور نہیں ہوا۔ جو مقام محبت میں حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کامل اتحاد حاصل کرے۔ پھر آپ نے اس شوق کا اظہار فرمایا کہ دیکھیں اللہ تعالےٰ کس کو اس جرأت سے سرفراز کرتا ہے۔

(مکتوب دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۵)

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب مودودی صاحب اس کوچہ کی راہ و رسم سے بالکل نابلد ہیں ان کے نزدیک شاید ہر نبی شارع تھا۔ اسی لئے وہ ظہور نبوت کے لئے تیسری وجہ تحقق ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور غالباً اسی نظریہ کے ماتحت اُنہوں نے "حقیقت پیغمبری" بیان کرتے ہوئے اپنے "رسالہ دینیات" میں یہ کلیہ بیان کیا کہ

"خدا کی اس بخشش پر بھی غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ انسانی تمدن کے لئے جن قابلیتوں کی ضرورت زیادہ انسانوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ اور جس کی ضرورت جس قدر کم ہوتی ہے وہ اسی قدر کم آدمیوں میں پیدا کی جاتی ہے۔"

یہ قانون جس جگہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے سیاق و سباق سے اس کے سوا کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ نبوت سب سے کم آدمیوں کو ملا کرتی ہے۔ لہٰذا انسانی کو اسکی سب سے کم ضرورت ہے۔

ممکن ہے کہ حقیقت پیغمبری بیان کرتے ہوئے اس سالبہ کلیہ کی خامی کا اُنہیں احساس نہ ہوا ہو۔ لیکن اسی قانون کے ماتحت اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابوبکر، عمر رض جیسی قابلیت کے انسان بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا دنیا کو ایسے انسانوں کی کم ضرورت ہے تو ممکن ہے کہ انہیں بھی اس قاعدہ کی خرابی نظر آجائے اس لئے کہ ابھی اُنہوں نے سلسلۂ خلافت کے منقطع ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ ہر عالم اپنے تئیں خلیفہ رسول خیال کرتا ہے۔ البتہ کوئی اپنے کو انعام نبوت کا اہل نہیں سمجھتا۔ اس لئے اس کی عدم ضرورت پر طرح طرح سے استدلال کرتا ہے۔ لیکن ہم لوگ نبوت کے بغیر انسانی تمدن کو کامل نہیں سمجھتے۔ خصوصاً یہ چودھویں صدی جس میں درحقیقت جناب مودودی صاحب کے نظریہ کے مطابق انسانی تمدن سے خدا و رسول کا نام خارج کیا جا چکا ہے۔ ایک ایسے ہی مجدد کا محتاج ہے۔ جو انوار نبوت سے معمور ہو۔ اور وہ انسان جو اس عہد میں تمدن انسانی کے احیاء کے لئے ظاہر ہو۔ اس کا صاحب شریعت ہونا جائز نہیں بلکہ ظل و بروز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ کتاب شریعت ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ہم ایک "نبی نبی گر" کی اُمت میں ہیں۔ فقدان صرف اس جوہر قابل کا ہے جو فیض ختم نبوت کو جذب کر سکے اور قرآن کریم کی تعلیمات کو کاغذ کے صفحات سے نکال کر انسانی قلوب میں نقش کر دے۔

جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب ہر چند علم و فکر سے کام لیں۔ مگر ان پر یہ مصرع صادق آتا ہے کہ

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

انہوں نے شمع محمدی کو بجھانے کے لئے وہ وجہ ایجاد کی جس سے وہ شمع اور روشن ہوتی اور دوسروں کو روشن کرتی ہے۔ انہوں نے انقطاع نبوت کے ثبوت میں وہ وجہ بیان کی جو اجرائے نبوت کی ایک زبردست دلیل ہے، اس وقت جس نے زمانہ کے چہرہ پر ایک اچٹتی سی نظر بھی ڈالی ہے۔ اسے اسکی بے رونقی ضرور افسردہ کر گئی ہوگی، اس وقت انسانی تمدن کے اسٹیج پر شیطان کے قہقہے تو سنے جا سکتے ہیں۔ مگر ذکر و تسبیح کا وعظ کہنا بے وقت کا راگ سمجھا جاتا ہے۔ آج جو عصر حاضر کی آغوش میں پرورش پاتا ہے۔ وہی انسانی تمدن میں اعزاز کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ہر اہل بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ اسی وقت انسان کے دل پر تجلیات ملائکہ کی بارش ہونی چاہیئے۔ اسی وقت وحی و الہام کا مژدہ لے کر عرش الٰہی کو حرکت میں آنا چاہیئے۔ اور اسی وقت کسی آسمانی وجود کو انسانیت کی ہمدردی و غمگساری کے لئے نازل ہونا چاہیئے۔ پھر ہم ترقی کر کے یہ بھی کہتے ہیں کہ زمین کی تشنگی فضا کی بے رونقی اور انسان کی زبوں حالی کے علاوہ خود "جماعت اسلامی" کا وجود بھی زمانہ کی اس ضرورت پر شاہد و ناطق ہے جناب مودودی صاحب نے عہدۂ امارت قبول کرتے وقت اور اس کے بعد ہر اجتماع کے موقعہ پر جو تقریریں کی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ "جماعت اسلامی" کے وجود میں آنے سے پہلے ہی مسلمانوں کے عقائد ایمانیات

حضرت مسیح موعود سے وعدۂ الٰہی لقیہ حیات

جسمانی و روحانی دونوں طور پر نقصان پہنچانے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۷) ۱۶ر اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔
"انی حفیظک" (صفحہ ۵۱۵) کہ میں تیری حفاظت کروں گا۔

(۲۸) ۹ر اکتوبر ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ "اے عبد الحکیم! خدا تعالیٰ نے تجھے ہر ایک ضرر سے بچا لیا۔ اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے۔"
اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ عبد الحکیم میرا نام رکھا گیا ہے۔ (صفحہ ۶۵۱)

یہاں ضرر سے مراد وہی ضرر ہے جو انتہائی صورت میں قتل وغیرہ کے رنگ میں دشمن پہنچانا چاہیں ورنہ معمولی ضرر تو دشمنی سے انبیاء کو پہنچتا رہتا ہے۔ چونکہ اسکے ساتھ بعض بیماریاں بیان ہوئی ہیں۔ اگر ضرر سے بیماریاں مراد لیں تو یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ "ہر ایک ضرر" یعنی ہر بیماری سے آپ محفوظ رہیں گے۔ نقلاً بھی یہ درست نہ ہو سکتا تھا اور واقعتاً بھی درست نہ تھا۔

(۲۹) ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۱ء کے متعلق حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔
"پھر میں نے موت کے متعلق جب توجہ کی تو ذرا سی غنودگی کے بعد الہام ہوا۔" "ذی میس مسلط نہیں کئے جائیں گے کہ اسکو ہلاک کریں۔ ذی میس کے متعلق میرے دل میں گذرا کہ جو سکار ادے مخفی ہوں"۔ (صفحہ ۳۸۵)

اس سے قبل حضورؑ نے حضرت مسیح کی وفات اور اپنے ذریعہ جو ہزار رسالہ موت کے بعد احیاء ہوا ہے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ الہام میں اس کی ضمیر مسیح موعود کی طرف ہے کہ مخفی منصوبے کرنیوالے مسیح موعود کو ہلاک نہ کر سکیں گے۔ فالحمد للہ

میں فتور پیدا ہوگیا تھا۔ توحید کی جگہ شرک نے، عمل کی جگہ بے عملی نے اور معرفت الٰہی کی جگہ جہالت نے لے لی تھی۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو ان اوصاف سے بہرہ ور کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے عقائد میں سب سے زیادہ توحید خالص کا وعظ کیا۔ اور اپنی دانش کے مطابق مسلمانوں میں صحیح جذبۂ عبودیت پیدا کرنے کے لئے ایک کتاب لکھی "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں"۔ اس میں الٰہ۔ رب۔ دین عبد کی تشریح کی اور موحد مطلق بننے کے لئے یہ قانون بیان کیا۔ کہ کسی کی بات بے دلیل مان لینی شرک ہے۔ اگرچہ اس قاعدہ کی موجودگی میں "جماعت اسلامی" کی تنظیم بھی دعوت الی الشرک کے مترادف ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس جماعت کا ایک طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہے۔ جو جناب مودودی صاحب کی ہر بات بے دلیل مانا کرتے ہیں۔ اگر وہ عالم ہیں تو اپنی ارادتمندی کی بدولت اور اگر جاہل ہیں تو اپنی جہالت کے باعث۔ بہر صورت انہوں نے یہ محاذ قائم کی اور یہ جہاد شروع کیا۔ لیکن ان کے سامنے پہلے ادوار کی ناکامی بھی تھی۔ جو سماع۔ قبر پرستی استمداد بالارواح اور مراقبہ ومکاشفہ کی مزمت کرتے ہوئے اپنی لیند آپ سو گئے۔ اس لئے انہوں نے اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ایک نئی راہ منتخب کی۔ اور "جماعت اسلامی" کے "دستور اساسی" میں سب سے پہلے نصب العین کا ذکر کیا جس کی تکمیل اسلامی روایات و آثار کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ہونے والی ہے۔ یعنی قیام حکومت الٰہیہ یا اقامت دین۔ اور اپنی تحریک اس نہج پہ چلائی جس کو دیکھ کر مسلمان یہ سمجھ سکیں کہ یہ اپنے مزاج و نوعیت میں مہدی منتظر کی تحریک سے مشابہ ہے۔

انسانی طبیعت سب سے زیادہ حکومت کی حریص ہوتی ہے۔ اور وہ مسلمان بھی جس نے خدا کی معرفت و محبت سے حصہ نہیں پایا وہ محکوموں کے مذہب و عبادات سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ اسی ذہنیت کے باعث مسلمان ایک ایسے مہدی خونی کی آمد کا حسرت سے انتظار کر رہے ہیں۔ جناب مودودی صاحب نے قوم کی خوب نباضی کی اور اغراض کے لئے

سلہ "جماعت اسلامی" کے "دستور اساسی" طبع تازہ ایڈیشن ہے اس میں حکومت الٰہیہ کی بجائے اقامت دین لکھا گیا ہے اور حاشیہ میں اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ پہلی اصطلاح سے لوگوں کو شبہ ہوتا تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اصطلاح کی تبدیلی سے ان کے ارادہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ان کے نزدیک دین و شریعت حکومت کے بغیر قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ فافہم و تدبر۔
منہ

وہ نسخہ تجویز فرمایا جو اس کے مزاج و خواہش کے مطابق تھا۔ چنانچہ انہوں نے "حقیقت جہاد" کے عنوان سے ایک خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

"ارکان اسلام کی ادائیگی سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشی حکومت الٰہیہ کے قیام سے حاصل ہوتی ہے۔"
(صفحہ ۵)

"اصلاح خلق کی کوئی اسکیم بھی حکومت کے اختیارات پر قبضہ کئے بغیر نہیں چل سکتی" ص۸

"جو خلق کی اصلاح کرنا چاہتا ہو اس کے لئے محض واعظ و ناصح بن کر کام کرنا فضول ہے۔ اسے اٹھنا چاہئیے اور غلط کار لوگوں کے ہاتھوں سے حکومت چھین لینا چاہئیے۔" ص۱۱

"آگے بڑھو اور خدا کے باغیوں سے حکومت چھین لو۔" ص۱۸

"اسلام ایسا مذہب نہیں جس کے لئے تلوار اٹھانا جائز نہ ہو۔"

"مسلمانوں کے لئے حکومت پر قبضہ کئے بغیر چارہ نہیں" ص۵۶

"مسلم پارٹی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ایک خطہ میں اسلامی نظام حکومت قائم کر کے بیٹھ نہ جائے بلکہ ساری دنیا میں اپنی حکومت قائم کرے" ص۶۴

"اسلامی جہاد کا مقصود غیر اسلامی نظام حکومت کو مٹا کر اسلامی حکومت قائم کرنا ہے" ص۶۳

"اسلامی جہاد کی جارحانہ و مدافعانہ تقسیم غلط ہے" ص۶۶

پھر اسی خطبہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا کہ

"انہوں نے قیصر و کسریٰ کے جواب کا انتظار کئے بغیر طاقت حاصل ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا" ص۶۵

غالباً جناب مودودی صاحب کی یہی تحریریں دیکھنے کے بعد مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے اپنے اخبار "صدق" مورخہ ۱۵ / نومبر ۱۹۴۶ء میں لکھا کہ

"مودودی صاحب کے افکار ہرگز تیرہ تدبر فی القرآن نہیں۔ بلکہ نتیجہ ہیں الیاسیۃ الحاضرہ اور ثمرۂ تفکرات فی تشریعیات ارد یا ہیں۔"

اور خود جناب مودودی صاحب نے اپنے ایک مضمون "اشارات" میں جناب سید سلیمان صاحب ندوی کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ

مودودی صاحب مشکلیین کی طرح مسائل اسلامیہ کو عصر حاضر کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔

غرض جناب مودودی صاحب کے اقرار کے مطابق بعثت نبی کی پہلی دفعہ ہو گئی تھی۔ اسی لئے انہوں نے یہ خونی تحریک جاری کی۔ اور پاکستان میں اس طرف ایک عملی قدم بڑھا کر اپنے اس بیان کی تصدیق کر دی جو انہوں نے پنجاب سندھ اور سرحد کے تیسرے اجتماع کے موقعہ پر دیا کہ

"لوگ مجھ سے اکثر تقاضے کرتے ہیں کہ تم جلدی سے کوئی بڑا اقدام کر ڈالو لیکن ابھی میں نے جن کمزوریوں کا ذکر کیا ہے ان کو دیکھنے اور جاننے کے باوجود اگر میں کوئی بڑا اقدام کر ڈالوں تو مجھ سے بڑا نادان کوئی نہ ہوگا۔"

پھر ایک مرتبہ اپنی تحریکات کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ

"اب چونکہ یہ دعوت ہندوستان میں اٹھ چکی ہے۔ اس لئے ہندی مسلمانوں کے لئے آزمائش کا وہ خوفناک لمحہ آ ہی گیا۔ رہے دوسرے ممالک کے مسلمان تو ہم ان تک اپنی دعوت کو پہنچانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اگر ہمیں اس کوشش میں کامیابی ہو گئی تو جہاں جہاں یہ دعوت پہنچے گی وہاں کے مسلمان بھی اس آزمائش میں پڑتے جائیں گے۔"

(روداد جماعت اسلامی حصہ دوم ص۱۵)

اسی طرح ان کی بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ مہدی نہیں تو ارہاص مہدی ہونے کا خیال ضرور رکھتے ہیں۔ جیسے دہلی کی مجلس شوریٰ منعقدہ ۱۳۶۱ ہجری میں اختلافات رونما ہونے کے بعد کہا کہ

"جو دوسرے ... مایوس ہوں۔ اور اپنے سے بھی بہتر ... وہ امام مہدی کے ظہور کا انتظار کریں۔"

لیکن اپنی تصنیف "تجدید و احیاء دین" میں کچھ اور ترقی کی ہے۔ اور خود حضرت امام مہدی علیہ السلام کے منصب کا ذکر کرتے ہوئے ایسے جملے استعمال کئے ہیں۔ جن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شیخ یا مرشد اپنے مرید طلق بگوش کے متعلق رائے ظاہر فرما رہے ہوں۔ پھر اس کتاب میں انہوں نے اپنی تحریک کا تمام مجددین سلف کے کارناموں سے مقابلہ بھی کیا۔ تمام مجددوں کو خام کار بلکہ

شریعت الٰہیہ میں منفعہ ... ایک ... قرار دیا۔ اور اپنے ترقی کار کو ... محمد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ و سنت کے مطابق ثابت کیا۔ جناب مودودی صاحب کو اپنی اس تحریک پر اتنا زعم اور اپنے وجود پر اتنا ناز ہے کہ ایک مرتبہ ... کو اپنی حقیقت سے روشناس کرایا ... کہ ... ایک اس زمانہ میں جو خدا کا ... ترین بندہ ہے

اسی کو یہ جماعت قائم کرنے کی توفیق ... بہرحال اتنا معنی خیز ہے کہ اس میں ... نبوت سمیت دعادی آ جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کی نظیر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی کے قول میں ملتی ہے۔ وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھے خدا نے اپنا مبارک بندہ بنایا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ جناب مودودی صاحب نے کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ اور انہوں نے بھی "رسائل و مسائل" میں لکھا ہے۔ کہ اگر خدا نے چاہا تو میں کسی قسم کا دعویٰ کئے بغیر مر جاؤں گا۔ اگر ان کا یہ قول درست ہے تو پھر ان کی تحریک۔ تقریر یا تحریر کسی چیز کی کوئی وقعت نہیں رہتی بلکہ وہ محض ایک غیر ذمہ دار آدمی ہو کر نمایاں ہوتے ہیں (باقی)

دعا نعم البدل

... احباب کی افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ... دفتر ... نتح محمد صاحب ... بچہ مورخہ ۲/۵۳ ... ہم کو داغ ... سوسائٹی مقیم کشن گڑھ راجستھان کا نور دیدہ ... مدظلہ العالی والدین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔
(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان) (۵)

بعض سوالات کے جوابات

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب متعلم جامعۃ المبشرین قادیان

(۳)

سوال۔ کیا آپ یہ جنگیں اور قحط وغیرہ کو عذاب سمجھتے ہیں۔ عذاب تو وہ تھا کہ لوگوں نے نبی کا انکار کیا ان پر پتھر کا مینہ برسایا۔ ان کو ٹڈیاں کھا گئیں۔ بر یں کھا گئیں گھروں میں بجلی نے دبوچ لیا۔ یہ جنگیں وغیرہ تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔

جواب۔ انبیاء علیہم السلام بذات خود خدا تعالیٰ کی مجسم رحمت ہوتے ہیں۔ لیکن اہل دنیا اس رحمت کا انکار کرنے کے باعث مورد عذاب بنتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ بطور عبرت اور بہتوں کی اصلاح کی خاطر دنیا میں عالمگیر عذاب نازل فرماتا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

کہ ہم عالمگیر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک کہ کوئی رسول مبعوث نہ کر لیں۔ اور اس عذاب کی صورتیں ہر ایک نبی کے وقت جدا گانہ رہی ہیں۔ اگر معترض کے اعتراض کے پیش نظر صرف کسی نبی کی صداقت کا معیار پتھروں کی برسات۔ ٹڈیوں کا انسانوں کو کھا جانا۔ یا بجلی کا گھروں میں گر کر منکروں کو ہلاک کرنا ہی مان لیا جائے۔ جو کہ خود ہی محتاج ثبوت ہے۔ تو پھر بہت سے انبیاء علیہم السلام کی صداقت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ حتیٰ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی (نعوذ باللہ) صادق نہیں ٹھہرتے۔ کیونکہ آپ کے انکار پر پتھروں کی بارش نہیں ہوئی۔ اور کفار کو ٹڈیوں نے چٹ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کفار مکہ کے گھروں میں بجلی نے گر کر خاتمہ کیا۔ بلکہ آپؐ کی صداقت کا وہی باتیں ثبوت ہیں۔ جن پر معترض کو اعتراض ہے۔

آنحضرت صلعم نے تنگ آ کر منکرین مکہ پر بددعا کی کہ "خدایا! میری مدد یوسف علیہ السلام کے قحط والے سالوں کے ساتھ فرما"۔ چنانچہ آپؐ کی بددعا کے نتیجے میں مکہ میں سخت قحط پڑا۔ جو آخر کار کفار مکہ کی درخواست پر حضورؐ کی دعا سے ہی دور ہوا۔

(بخاری پارہ ۲۰ صفحہ ۲۰)

جنگ بدر بھی ایک جنگ ہی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا نام یوم الفرقان رکھا ہے۔ کیونکہ یہ جنگ اسلام۔ بانی اسلام کی صداقت اور خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کا ایک ذریعہ تھی۔ جب جنگیں اور قحط پیغمبر اعظمؐ کی صداقت کا ثبوت بن چکے ہیں تو پھر ایک سچا مسلمان اسی پیغمبرؐ کی اُمت کہلا کر کیسے ان عظیم الشان نشانوں کو جھٹلا سکتا ہے؟ پھر ذرا غور کریں کہ ہر زمانہ میں ٹڈیاں آتی رہتی ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں بھی پاکستان و ہندوستان اس مصیبت میں الجھا ہوا ہے۔ اور بارش کے ذریعہ ہر زمانے میں اولے بھی برسا کرتے ہیں۔ اور بجلی سے بھی کئی جانیں تلف ہوتی رہتی ہیں۔ بقول سائل ٹڈیاں، پتھر کی بارش (اولے) اور بجلی ہر زمانہ میں مصائب کے پہاڑ گرتے رہتے ہیں۔ پھر یہ کیونکر کسی نبی کی صداقت کا نشان بن سکتے ہیں۔

عذاب در اصل قوم کی تنبیہ کے لئے آتا ہے اور ہر وہ چیز عذاب بن جاتی ہے جس کا اعلان نبی قبل از وقت انذار کے رنگ میں کر دیا کرتا ہے۔ اس انذار کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم او من تحت ارجلكم او يلبسكم شيعا ويذيق بعضكم بأس بعض (انعام ع ۸)

ترجمہ۔ کہہ دے وہ خدا اس بات پر قادر ہے۔ کہ اہل دنیا کو ان کے اوپر سے (آسمان سے) اور ان کے پاؤں کے نیچے (زمین سے) عذاب دے ان کو فرقہ فرقہ کر دے۔ یعنی ان میں پھوٹ ڈال دے۔ اور ان کو ایک دوسرے کی لڑائی کا عذاب چکھائے۔ گویا نبی کے مبعوث کئے جانے کے بعد جو عذاب بطور عبرت و تنبیہ کے نازل ہوتا ہے۔ اس میں آسمانی اور زمینی عذاب کے علاوہ جنگیں۔ پھوٹ۔ قحط سب شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت میں آسمانی اور زمینی آفات کو پیش فرمایا ہے۔ اور آفات سے پہلے ہزاروں لوگوں میں عذاب کی معین صورت شائع کر دی۔ نہ صرف زلزلے۔ اور قحط اور جنگیں بلکہ طاعون اور مختلف بیماریوں کا اعلان بھی فرمایا۔ آپ نے آج سے پچاس برس پیشتر عام دنیا کو ہوشیار کرنے کے لئے فرمایا:۔

"پس یقیناً یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئیں گے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی۔ اور کثرت سے مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفتیں زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ ...... وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دروازے پر ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے کچھ زمین سے ......

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں ...... میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو۔ تا تم پر رحم کیا جائے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

دنیا نے دیکھا اور اب تک دیکھ رہی ہے کہ مسیح موعود کے اعلان کے بعد کس طرح عذاب کا سلسلہ یورپ سے شروع ہوا۔ پھر "زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار" روسیا میں داخل ہوا۔ پھر جاپان جیسے جزائر میں پہنچا۔ جہاں ہیروہیٹو جاپان کے مصنوعی خدا کی پوجا ہوتی تھی۔ وہ مصنوعی خدا اہل جزیرہ کی کچھ بھی مدد نہ کر سکا۔ پھر بعد عذاب ہندوستان میں داخل ہوا۔ اور خدا گواہ ہے کہ ہندوستان نے باقی دنیا سے بڑھ کر مصیبت کا منہ دیکھا۔

کیا کوئی بتلا سکتا ہے۔ کہ جو عذاب ہندوستان نے ۱۹۴۷ء میں دیکھا ایسے عذاب آیا ہی کرتے ہیں؟ پچاس برس پہلے کہی ہوئی بات کا بعینہٖ پورا ہونا بعینہٖ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا زندہ نشان ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی پاک کلام میں فرماتا ہے۔ *

روئداد جلسہ خدام الاحمدیہ بیٹا پور

مورخہ ۲۱/۹/۵۲ کو مجلس خدام الاحمدیہ بیٹا پور کی طرف سے بعد نماز مغرب زیر صدارت شری رام صاحب صدر کانگرس وسیع پیمانہ پر جلسہ منعقد ہوا۔ جس کا قبل از وقت اچھے طریق پر اعلان کر دیا گیا تھا۔ غیر مسلم حضرات کو خصوصیت سے دعوت دی گئی۔ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں کافی تعداد میں مسلم و غیر مسلم سامعین جلسہ گاہ میں رونق افروز رہے۔

حسب پروگرام جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم سے شروع کی گئی۔ سب سے پہلے مکرم عبد العزیز صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے "برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول" سے غیر مسلم حضرات کی آراء در بارہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیں اور سامعین سے اپیل کی کہ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کا مطالعہ کریں۔ بعدہٗ مکرم مولوی نور الدین صاحب، فاضل وکیل شورا پور نے "حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اسوۂ حسنہ کا مطلب بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ تمام بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ تھے۔ آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ سرداری قوم و ملت کی خدمت میں ہے۔ خدا تعالیٰ بھی اس شخص کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرماتا ہے جس کے دل میں سب سے زیادہ خدمت خلق کا جذبہ ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔

تیسری تقریر مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ سلسلہ مقیم حیدرآباد کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع "کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا" تھا۔ آپ نے بتایا کہ سراسر ظلم و تعدی کی راہ سے کہا جاتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ حالانکہ اسلام کا پیارا نام ہی اس کی کھلے رنگ میں تردید کر رہا ہے۔ جس کے معنے ہی یہ ہیں کہ امن۔ صلح۔ پریم اور آشتی۔ جب کسی معاملہ میں زبردستی برتی جائے تو فطرۃً طبائع اس سے متنفر ہو جاتی ہیں۔ اگر معترضین کی بات سچ ہوتی تو اسلام کے متعلق لوگوں کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا ہوتے نہ کہ اس کے لئے دیوانہ وار اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ تلوار سے گردنیں تو فتح ہو سکتی ہیں۔ مگر دل نہیں۔ مذہب کا تعلق دل سے ہے۔ دلوں کا فتح کرنا تلواروں کا کام نہیں۔ آج جبکہ کروڑوں کی تعداد میں اسلام کے نام لیوا موجود ہیں وہ اس بات کی بین دلیل ہیں۔ کہ کسی وقت میں ان پر جبر کی تلوار نہیں چلائی گئی۔ علاوہ ازیں اسباب اشاعت اسلام پر متعدد شہادات موجود ہیں کہ اسلامی تعلیم

(باقی صفحہ ۱۱ کالم ۳ و ۴ پر)

* عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول یعنی وہ عالم الغیب ہے اپنے کھلے کھلے غیب پر سوائے رسولوں کے کسی کو آگاہ نہیں کرتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ ستمبر ۱۹۵۳ء کی فہرست

جن احباب کی طرف سے ماہ ستمبر میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں موصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق بیشتر ازیں مختلف اوقات پر بذریعہ اخبار "بدر" اور انفرادی و جماعتی تحریکات توجہ دلائی جا چکی ہے۔ اور اس فنڈ کے بڑھانے کے متعلق حضرت اقدس کا ارشاد بھی جماعتوں تک پہنچایا جا چکا ہے۔

موجودہ آمد درویشان کے مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر بہت کم ہے۔ اور اس میں ابھی بہت اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے ماہوار وعدے مرکز میں بھجوائے تھے مگر ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی اختیار نہیں کی جا رہی۔ ایسے احباب کو چاہیئے کہ اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف فوری متوجہ ہوں اور جو دوست تا حال کسی وجہ سے وعدہ نہ کر سکے ہوں۔ وہ اپنے وعدے بھجوائیں اور ایسے افراد جو اپنے حالات کے مطابق ہر ماہ ادائیگی سے معذور ہوں ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً بالمقطع اس فنڈ میں کچھ نہ کچھ ادا کر کے اس تحریک کے ثواب میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں

(ناظر بیت المال قادیان)

فہرست وصولی درویش فنڈ ماہ ستمبر ۱۹۵۳ء

نمبر شمار	نام معطی	رقم	نمبر شمار	نام معطی	رقم
۱	فضل الٰہی صاحب نیروبی	۱۲/۴/-	۲۰	ایم محمد شہرت صاحب کارونا گاپلی	۳/-/-
۲	جماعت احمدیہ مینہ کنڈہ	۲۷۰/-/-	۲۱	شاہ محمد رضا سیکرٹری مال کارونا گاپلی	۵/-/-
۳	فیروز الدین صاحب جموں	-/۸/-	۲۲	کے ایم صالح صاحب کرناگاپلی	۵/-/-
۴	کمال الدین صاحب موسیٰ بنی مائینز	۱/-/-	۲۳	ایم۔ محمد عبد الوفا صاحب کرناگاپلی	۲/-/-
۵	جماعت احمدیہ حیدر آباد	۶۴/۹/-	۲۴	ڈاکٹر محمد سعید صاحب بے پور	۲۰/-/-
۶	محمد یوسف علی صاحب	۵/-/-	۲۵	مکرم احمد حسین صاحب وکیل شوراپور	۳۰/-/-
۷	جماعت احمدیہ کلکتہ	۲۰/-/-	۲۶	ایم ابراہیم صاحب کٹی پینگاڈی	۴/۸/-
۸	سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب		۲۷	کے ایم علی صاحب پینگاڈی	۲/۸/-
۹	؍؍ فاضل بھائی الٰہ دین صاحب		۲۸	مکرم ایم احمد صاحب پریزیڈنٹ پینگاڈی	۴/-/-
۱۰	؍؍ علی محمد الٰہ دین صاحب ایم اے	۶۰/-/-	۲۹	ایم ابراہیم صاحب آڈیٹر پینگاڈی	۵/-/-
۱۱	؍؍ یوسف احمد صاحب		۳۰	بی احمد صاحب سیکرٹری مال پینگاڈی	۵/-/-
۱۲	مکرم سید حسن صاحب کاچی گوڑہ	۱۲۹/-/-	۳۱	کے پی عبد الرحیم صاحب پینگاڈی	۴/-/-
۱۳	مکرم سید جہانگیر احمد صاحب	[illegible]	۳۲	محمود حسین صاحب کمپوڈر دہلی	۵/-/-
۱۴	؍؍ غلام قادر صاحب شرق	۵/۲/-			
۱۵	لجنہ اماء اللہ سکندر آباد	۸۴/۱۲/-			
۱۶	سید محمد سرور شاہ صاحب	۵/-/-			
۱۷	جماعت احمدیہ کارونا گاپلی (ایک دوست جو اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے ہیں)	۴۹۷/-/-			
۱۸	جماعت احمدیہ بھاگل پور	۱/-/-			
۱۹	کے محمد رضا صاحب کارونا گاپلی	۴/-/-			

نمبر شمار	مضمون	رقم	نمبر شمار	مضمون	رقم
۳۳	سید محی الدین صاحب رائچور	۵۸/-/-	۳۷	شہادت خان صاحب موسیٰ بنی مائینز	۱/-/-
۳۴	عبد السبحان صاحب سیکرٹری مال رائچور	۲/-/-	۳۸	اہلیہ محترمہ میجر محمد عالم خان صاحب بوساطت شیخ صالح محمد صاحب ممباسہ	۱۳۱/-/-
۳۵	جماعت احمدیہ آسنور معرفت مولوی عبد الواحد صاحب	۱۲/-/-	۳۹	کالے خان صاحب [illegible]	۹/-/-
۳۶	عطاء الرحمٰن خان صاحب موسیٰ بنی مائینز	۱۰/-/-	۴۰	دارن خان صاحب [illegible]	۲/-/-
			۴۱	سردار بشیر احمد صاحب ایس۔ ڈی۔ او سیکرٹریان پاکستان	۱۱/-/-

تقرر انسپکٹر بیت المال

جملہ جماعت ہائے احمدیہ علاقہ جموں و کشمیر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم راجہ محمد ایوب صاحب پنشنر قانون گو ساکن یاڑی پورہ کشمیر جن کا عرصہ تقرر ختم ہو جانے کے باعث انہیں ماہ اگست میں آنریری انسپکٹر بیت المال کے کام سے فارغ کر دیا گیا تھا اب موصوف کو دوبارہ آنریری انسپکٹر بیت المال مقرر کیا جاتا ہے۔ جماعتیں ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے ممنون فرما دیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

بقیہ رپورٹ جلسہ خدام الاحمدیہ صفحہ ۱

اس جبر و اکراہ کے طریق کو ناپسند کرتی ہے۔ پھر جن حالات میں آپ نے نئے دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا وہ بھی اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم نے اپنے حسن و خوبی کے باعث ان کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ اس لئے تو انہوں نے کفار کے ہاتھوں پٹے جانا اور قتل ہونا گوارا کر لیا مگر دین اسلام سے نہ پھرے۔

جناب مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مسٹر ڈی گوہندیا صاحب سیکرٹری کانگرس کمیٹی نے جناب صدر صاحب کی طرف سے حاضرین اور داعیان جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی پونے دس بجے شب نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آئندہ بھی ایسے جلسوں کے منانے کی توفیق دے۔ آمین۔

(رحمت اللہ سیکرٹری تبلیغ تیاپور دکن)

امداد درویشان

مکرم محترم شیخ صالح محمد صاحب ممباسہ مشرقی افریقہ (حال وارد لاہور پاکستان) نے ایک افریقن احمدی بہن کی طرف سے مزید مبلغ ۶۴/۱۴/- روپے بمد امداد درویشان ارسال فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

(ناظر بیت المال قادیان)

اعلان برائے رشتہ

ایک تعلیم یافتہ تندرست نوجوان عمر ۲۲ سال کے لئے رشتہ درکار ہے۔ جو کاروبار کرتے ہیں۔ جس سے ذاتی آمد دو سے تین سو روپے ماہوار ہوتی ہے۔ یہ احمدی نوجوان اپنے والد کے اکلوتے بیٹے ہیں جن کی آمد میڈیکل پروفیشن سے پندرہ سو روپیہ ماہوار ہے۔ اور کاشتکاری زمین سے بھی سالانہ آمدنی ہزاروں روپیہ ہے اور شہر میں علاوہ مکان موروثی، دیہات کی ایک ذاتی عمارت تیار کردہ میں رہتے ہیں، جو نہایت باموقع مقام پر واقع ہے۔ نوجوان موصوف کی والدہ کو بھی بذریعہ کاروبار زمین کاشت کے چار ہزار روپے سالانہ آمد ہوتی ہے یہ نوجوان خود ایک مخلص احمدی ہے۔ اور یہاں کے ایک قدیم "سید احمدی" خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ایک صحابی مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے ہیں لڑکی تعلیم یافتہ، خوبصورت و خوب سیرت اور تندرست ہونی چاہیئے۔ جو شریف و نجیب خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ اور خود سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں اور تعلیم سے واقفیت رکھتی ہو۔ ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

سید وزارت حسین پراونشل امیر جماعت احمدیہ صوبہ بہار۔ اسٹیشن کرا۔ ڈاکخانہ اورین براستہ جمال پور ضلع مونگھیر۔ (بہار)

V. P.O. URAIN. Distt. Monghyr (Bihar)

مختصر اور ضروری خبریں

کراچی۔ ۸ر اکتوبر۔ تازہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی موجودہ آبادی میں مہاجرین کی تعداد ۷۲ لاکھ ۲۶ ہزار ہے۔

مہاجرین کی سب سے زیادہ آبادی کراچی میں ہے۔ یعنی کہ پوری آبادی میں نصف مہاجرین پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد پنجاب کا نمبر ہے۔ جہاں ان کی آبادی ۲۶ فی صدی ہے۔ بہاولپور میں ان کی تعداد ۲۰٫۴ فی صدی۔ صوبہ سندھ میں ۱۱٫۷ فی صدی اور بلوچستان میں ۷٫۴ فی صدی ہے۔ مہاجرین کی سب سے کم یعنی صرف ۲٫۶ فیصدی صوبہ سرحد میں ہے۔

مغربی پاکستان کی آبادی میں صرف ۷٫۱ فیصدی مہاجرین ہیں۔ اس طرح مہاجرین کی کل آبادی ۷۲ لاکھ ۲۶ ہزار اشخاص پر مشتمل ہے۔ جو پاکستان کی کل آبادی کا صرف ۹٫۸ فی صدی حصہ ہیں۔

تہران۔ ۸ر اکتوبر۔ ایران کے مشہور فوجی وکیل میجر جنرل علی نقوی نے سابق وزیر اعظم ایران ڈاکٹر مصدق کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر مصدق نے موصوف کو اپنا وکیل صفائی بنایا تھا۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہا تھا کہ وہ خود بھی اپنے مقدمہ کی پیروی کریں گے۔

ڈاکٹر موصوف ضرورت محسوس ہونے پر دو فوجی وکیل رکھ سکتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جنرل علی نقوی نے حکومت کے خوف سے مقدمہ کی پیروی کرنے سے انکار کیا ہے۔

قاہرہ۔ ۸ر اکتوبر۔ مصر کے وزیر برائے قومی قیادت میجر صالح سلیم نے گذشتہ شب یہ اعلان کیا کہ مسئلہ نہر سویز پر برطانیہ اور مصر کے درمیان جو مذاکرات ہو رہے تھے وہ آخری مرحلہ پر پہنچ چکے اور اب ان پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ آئندہ کیا کیا جانا چاہئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ سنیچر تک ایک مشترکہ کمیونک جاری کیا جائیگا۔

عدن۔ ۸ر اکتوبر۔ دو عدنیوں کی بصیرت بحال ہو گئی۔ اور اب وہ بندر کی آنکھوں کے ذریعہ ہر شے دیکھ سکتے ہیں۔ حکومت یمن کی ہدایت پر ایک فرانسیسی ڈاکٹر نے یہ اپریشن کیا۔ ایک فوجی علی حسین اور ایک مزدور احمد علی دونوں کا آپریشن کامیاب رہا۔

قاہرہ۔ ۸ر اکتوبر۔ حکومت مصر نے سابق شاہ البانیہ شاہ زوغو کو اس وقت تک مصر چھوڑنے کی ممانعت کر دی ہے۔ جب تک کہ ان کے خلاف تحقیقات مکمل نہ ہو جائے۔ اس پابندی کے تحت ان کی بیوی بھی مصر نہ چھوڑ سکیں گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاہ البانیہ کو انکم ٹیکس ادا کرنے کے جرم میں تین ماہ سے ایک سال تک کی سزا ہو سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک معلوم ہوا ہے انہیں سزا نہیں دی جائے گی۔ بلکہ ان پر جو رقم واجب ہے صرف اسی کی وصولی پر اکتفا کیا جائے گا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سابق شاہ کی مصیبتوں کا اس وقت ہی جب گذشتہ اگست میں مصر نے شاہ البانیہ کو تسلیم کرنے سے انکار اور شاہ فاروق کو حاصل شدہ مراعات کے خاتمہ کا اعلان کیا تھا۔

ٹوکیو۔ ۷ر اکتوبر۔ آج دنیا کا سب سے بڑا تیل بردار جہاز ٹرینکس کل کیور سے میں اتار دیا گیا۔ اس جہاز کی لمبائی ۷۲۲ فٹ اور چوڑائی ۹۷ فٹ ہے۔ اس کے بنانے پر بیس لاکھ پونڈ صرف آئے ہیں۔

لاہور۔ ۷ر اکتوبر۔ مغربی پاکستان میں سب سے بڑا قالین بہاولپور جیل میں قیدیوں نے تیار کیا ہے۔ یہ قالین ۷۸ فٹ طویل اور ۲۰ فٹ عریض ہے۔ اسے ۴۴ قیدیوں نے سات ماہ میں تیار کیا ہے۔ اور اس کی تیاری پر ۶ ہزار روپے صرف ہوئے۔

چنڈی گڑھ۔ ۷ر اکتوبر۔ صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے آج ایک بہت بڑے اجتماع کے سامنے جس میں پنجاب کے تمام ضلعوں کے لوگ شامل تھے۔ نئی راجدھانی چنڈی گڑھ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ نئی راجدھانی اس حقیقت کو آشکارا کرتی ہے کہ صوبہ پنجاب کے لوگ اپنی اس کمزوری کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں جو تقسیم پنجاب سے ان میں پیدا ہو گئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ چنڈی گڑھ کی راجدھانی بن جانے سے اہل پنجاب کے ان نقصانات کی تلافی ہو جائیگی جو انہیں جاری مصائب اور مشکلات کی وجہ سے ہوئے۔

"دین کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرو"

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

کچھ عرصہ سے صدر انجمن احمدیہ کی رفتار وصولی پھر گر گئی ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درج ذیل الفاظ میں چندوں میں باقاعدگی کے متعلق احباب کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"...... یہ درست ہے کہ قحط اور مہنگائی کے دن ہیں۔ اور اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو ویسا ہی درست ہے کہ ایسے ایام میں مرکز کے اخراجات بھی بجٹ سے بڑھ جانے ضروری ہیں۔ لیکن اگر بجٹ سے بھی آمد کم ہو جائے۔ تو آپ خود سمجھ لیں۔ کہ کام کرنے والوں کی تکلیف کتنی بڑھ جائے گی۔ مخلص اور غیر مخلص میں بھی فرق ہوتا ہے۔ غیر مخلص قحط اور تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور مخلص یہ کہتا ہے۔ کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے کچھ میں اپنے اوپر اپنی خوشی سے وارد کر لیتا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اور وہ میری تنگیوں کو دور کر دے۔ پس مخلص بنیں اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں۔ اور مرکزی چندوں کو بجائے کم کرنے کے زیادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں۔ اور سلسلہ کے کام نہ رکیں ....

آخر سلسلہ کے کام آپ نہ کریں گے تو کون کرے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ اس قحط کے دنوں میں آگے سے بھی زیادہ قربانیاں کر رہے ہیں۔ جو کچھ وہ کر سکتے ہیں۔ آپ بھی کر سکتے ہیں۔ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علمی کے زمانے میں میرے پاس دو اچھی صدریاں تھیں۔ ان میں سے ایک صدری چوری ہو گئی۔ اور میرے دل کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں نے دوسری صدری بھی نکال کر خدا کی راہ میں دے دی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک مہینہ کے اندر اندر خدا تعالیٰ نے مجھے اتنا روپیہ دیا۔ کہ مجھ پر حج فرض ہو گیا۔ اور کئی سال مکہ میں رہ کر میں نے اسی سے تعلیم پائی۔ پس اخلاص اور ایمان کے طریق سیکھو اور دین کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔"

حضور کا یہ ارشاد کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ سلسلہ کی مالی اور دیگر مشکلات بھی احباب سے پوشیدہ نہیں۔ یہ حالات اس بات کے مقتضی ہیں کہ سلسلہ کا ہر فرد جو صدق دل سے جماعت میں داخل ہے۔ قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرے۔ اور نہ صرف یہ کہ آئندہ اپنا ہر ماہ کا چندہ باقاعدہ بالشرح ادا کرے۔ بلکہ اپنے ذمہ جملہ سابقہ بقایا چندہ جات کو بھی جلد از جلد ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا وارث بن جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)